چہ گجو خان دَ قوم بادشاہ وو   دَ پښتنو پہ حُجرو بل وو مشالونہ

پختونخوا کے عظیم حکمران

خان الخوانین

گجو خان

یوسف زئی تاریخ کا روشن ستارہ

محقق اور مؤلف

فرہاد علی خاورؔ

ABDUL WALI KHAN UNIVERSITY MARDAN

نام کتاب	:	خان الخوانین **گجو خان**
تحریر و تحقیق	:	**فرہاد علی خاورؔ**
سن اشاعت	:	2011ء
ڈیزائننگ	:	اجمل ظفرؔ
قانونی مشیر	:	اسفندیار یوسف زئی ایڈوکیٹ ہائی کورٹ
پرنٹنگ پریس	:	**ظفر گرافکس** نیواڈہ مردان 0300-5722588
ایڈیشن	:	پہلا ایڈیشن
فوٹو گرافی	:	عابد محمود یوسفزئی (فوٹو گرافر عبدالولی خان یونیورسٹی مردان)
تعداد	:	1000 (ایک ہزار)
خط و کتابت	:	فرہاد علی خاورؔ ولد حاجی امیر خان درانی منگل باغ مردان (خیبر پختونخوا) فون: 0300-5733562

فہرست

انتساب

میرے فقیر ملنسار

اور

مشفق استاد محترم ممتاز صحافی

سلیم الرحمٰن ساحرؔ صاحب (مرحوم)

کے نام

فرہاد علی خاورؔ

الفاظ تحسین

میں خان الخوانین گجو خان کے مقبرہ اور یادگار تعمیر کرنے کے
لیے 9 کروڑ کی خطیر رقم مختص کرنے پر

جناب **اعظم ہوتی** صاحب

کو دل کی گہرائیوں سے خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ اعظم ہوتی صاحب نے 500 سال سے گمنامی کے اندھیروں میں غرق پختونخوا کے عظیم حکمران گجو خان کو ماضی کے اندھیروں سے نکال کر ایک بار پھر زندہ جاوید کر دیا اور پختونوں کے نئے نسل کو آپ سے روشناس کرایا۔ جو کہ پختون قوم پر اعظم ہوتی صاحب کا ایک بڑا احسان ہے۔ اعظم ہوتی صاحب کا یہ کردار یقیناً قابل قدر بھی ہے اور قابل تحسین بھی۔

مؤلف:۔

فرہاد علی خاور

اظهار تشکر

کابل لائبریری کے ڈاکٹر مسعود بارک زئی صاحب کا انتہائی مشکور ہوں۔ جنہوں نے نہ صرف افغانستان بلکہ ہندوستان کی مختلف لائبریریوں سے بھی نایاب کتابوں کو تلاش کر کے اس میں موجود گجو خان کے بارے میں اقتباسات کی فارسی اور ہندی سے پشتوں میں ترجمہ کر کے مجھے فراہم کیئے۔

افغان ریسرچ سنٹر، انتظامیہ پشاور لائبریری اور یونیورسٹی بک پشاور کے تعاون کا بھی بے حد مشکور ہوں۔

فرہاد علی خاور

یہ کتاب

عبد الولی خان یونیورسٹی

کے وائس چانسلر معروف تاریخ دان ماہر آثار قدیمہ

محترم جناب

پروفیسر ڈاکٹر احسان علی صاحب

کے تعاون سے شائع ہوئی۔

عرض مصنف

ایک عرصہ سے پختونوں کے تاریخ کا مطالعہ کر رہا ہوں اور " تاریخ قدیم مردان " کے نام سے ایک تاریخی کتاب کی تکمیل میں مشغول ہوں۔ مطالعے کے دوران پختونوں کے تاریخ کے کئی بڑے نام اور شخصیات وقت کے گرد میں چھپی اور گمنامی کے اندھیروں میں پوشیدہ سامنے آئیں۔ جس پر پختونوں کی تاریخ نازاں ہے۔ لیکن افسوس ان عظیم ہستیوں کو اپنے ہی لوگوں نے گمنامی کے اندھیروں میں غرق کر رکھا ہے۔ اگر کوئی زندہ ہے تو صرف دشمن مورخین اور تاریخ دانوں کے تصانیف میں ایک دشمن کی حیثیت سے۔ ایسے ہی عظیم پختون حکمرانوں میں سے ایک عظیم شخصیت خان الخوانین گجو خان بھی ہے۔ جو عہد شیر شاہی اور عہد ہمایون کے دوران پختونخوا کے حکمران رہے اور ایک طویل عرصہ تک شان سے حکمرانی کی۔ بڑے بڑے عظیم شہنشاہوں میں آپ سے ٹکر لینے کی ہمت نہیں تھی۔ " تاریخ قدیم مردان " میں آپ کے بارے میں تفصیلی مضمون لکھا ہے۔ لیکن چند دن قبل صوبائی وزیر اعلیٰ امیر حیدر خان ہوتی کے والد بزرگوار اعظم خان ہوتی نے اچانک اس عظیم ہستی کے کی شکستہ حال قبر (جو کہ ضلع صوابی کے دور دراز علاقہ گجوانو میراں میں دنیا کے نظروں سے اوجھل ہے) کا دورہ کیا اور 9 کروڑ کی خطیر رقم سے گجو خان کے شایان شان مقبرہ اور یادگار تعمیر کرنے کا اعلان کیا۔ لہٰذا میں نے ضروری سمجھا کہ گجو خان کے بارے میں لوگوں کی آگاہی کے لیے ایک کتاب فوری طور پر شائع کروں اور پختون قوم کے سامنے اس عظیم حکمران کے حالات زندگی لاسکوں۔ تاکہ نوجوان نسل سے اس عظیم ہستی کا تعارف ہو سکے اور پختون قوم اعظم ہوتی کے اس عظیم کارنامہ پر انہیں خراج تحسین پیش کر سکے۔ جس کے وہ مستحق ہے میں بذات خود اعظم ہوتی کو دل کی گہرائیوں سے خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ کہ اُنہوں نے ہمارے اس عظیم ہیرو کی عزت افزائی کی اللہ تعالیٰ اعظم ہوتی کو جزائے خیر دے جنہوں نے پختون قوم پر یہ احسان کیا۔

فرہاد علی خاور

حالات زندگی

خان الخوانین گجو خان پختونوں کے مشہور قبیلہ یوسف زئی کے ذیلی شاخ مندڑ میں نامور شخصیت ملک بہزاد سدوزئی کے بیٹے ملک قرا خان کے گھر 1490 کو کابل میں پیدا ہوئے۔آپ کا خاندان طاقت اور دولت کے لحاظ سے مشہور تھا۔بچپن ہی میں آپ کے سر سے باپ کا سایہ اُٹھ گیا۔ شفقت پدری سے محروم گجو خان کی تعلیم و تربیت پر ان کی والدہ موندا بی بی نے خصوصی توجہ دی۔ مذہبی و دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ موندا بی بی نے گجو خان کو فن سپہ گری سے بھی آشنا کیا۔ موندا بی بی اس زمانے میں پورے افغانستان میں ایک بہادر صالحہ اور پرہیز گار خاتون کے طور پر مشہور تھیں۔

ملک گجو خان کے پانچ بھائی تھے۔ بڑے بھائی کا نام جلو خان دوسرے کا گلا خان تیسرے کا بوسی خان، چھوٹا گجو خان تھا جبکہ اللہ داد خان اور ملک مزید خان ان سے چھوٹے تھے سب بھائی بہت بہادر اور باصلاحیت تھے۔لیکن گجو خان کو اللہ تعالیٰ نے بے پناہ قائدانہ صلاحیتوں سے نوازا تھا۔نوخیز جوانی ہی میں آپ میدان جنگ کے ہیرو بنے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب یوسف زئی قبیلہ (۱) نیا نیا یہاں آیا تھا اور یہاں کے (۲) قدیمی باشندوں دلزاک اور سواتیوں سے نبرد آزما تھا۔کم عمری ہی میں آپ میدان جنگ میں داخل ہوئے بڑے (۳) بھائی ملک جلو سوات کی لڑائی میں وفات پا گئے۔

---

(۱) زیریں پختونخوا

(۲) یہ کرلانی قبائل تھے اور شہاب الدین غوری کے زمانہ میں پختونخوا کے اس خطہ میں آباد ہوئے تھے۔

(۳) ملک جلو تھانہ کے مقام پر ہونے والی تاریخی لڑائی میں 1515 کو شہید ہوا تھا۔

یہ جنگ 1515 میں لڑی گئی اس جنگ میں کم سن گجو خان کے جسم پر کئی نشانات لگے۔ اُس وقت آپ کا خاندان سوات کے علاقہ تھانہ کے قریب الہ ڈھنڈ میں مقیم تھا۔ جنگ سوات کے بعد آپ کی شہرت کا آغاز ہوا ہر لڑائی میں آپ کی بہادری اور جانثاری کی مثالیں دی جانے لگیں۔ بہت جلد ہی مقبولیت حاصل کی۔ اس طرح آپ یوسف زئی کے قائدین ملک احمد خان اور شیخ ملی بابا کے نظروں میں آ گئے۔ اور کم عمری کے باوجود یوسف زئی قائدین آپ کو اپنے مشوروں میں شامل کرنے لگے۔ آپ کی شکل صورت بادشاہوں جیسی تھی۔ آپ خوش گفتار اور خوش لباس نوجوان تھے۔ مخالف نہ چاہتے ہوئے بھی آپ کے احترام میں کھڑے ہوتے، بے پناہ قائدانہ صلاحیتوں کے مالک تھے۔ آپ کی والدہ (۱) موندابی بی آپ کے بارے میں بتایا کرتی تھی کہ جب گجو خان ان کے رحم میں تھے۔ تو ایک (۲) بزرگ نے آ کر ان کے والد ملک قراہ خان کو مبارک باد دیتے ہوئے بتایا کہ ملک صاحب آپ کی بیوی کے حمل میں ایک بادشاہ پرورش پا رہا ہے۔ احترام کے حدود کو ملحوظ خاطر رکھو۔ یہ بچہ بڑا ہو کر بادشاہ بنے گا اور اللہ کا برگزیدہ بندہ ہوگا۔ جب گجو خان پیدا ہوا تو آپ کی خوبصورتی دیکھ کر ملک قرا خان کہنے لگا واقعی میرا بچہ بادشاہ ہی بنے گا۔ بڑا اقبال مند تھا آپ کی پیدائش کے مہینے میں آپ کے والد نے (۳) گھوڑوں کی تجارت میں بہت پیسہ کمایا وہ کہا کرتا گجو خان بڑا خوش قسمت ہے۔

---

(۱) تواریخ آفاعنہ کے مطابق موندابی بی افغانستان کے نامور خواتین میں سے ایک تھی۔ اس کی بہادری اور عقلمندی کے قصے مشہور تھیں۔

(۲) تواریخ افاعنہ اور سعادت نامہ کے مطابق موندابی بی خان گجو کی بزرگی اور بادشاہت کے بارے اس نامعلوم بزرگ کے حوالے سے بتایا کرتی تھیں جو ملک قرا خان کے پاس آیا تھا۔

(۳) گجو خان کے والد صاحب اور دادا ملک بہزاد خان گھوڑوں کے بہت بڑے تاجر تھیں۔ ہندوستان اور خراسان میں بہت مشہور تھے۔ ہندوستان کے راجوں، مہاراجوں کے ساتھ اُن کے تعلق اس بناء پر قائم ہوئے تھے۔

ملک احمد خان نے آپ کی بے پناہ صلاحیتوں کو دیکھ کر آپ کو یوسف زئی قبیلہ کا سفیر مقرر کیا۔ آپ دوسرے قبیلوں کے پاس جا کر معاملات طے کرتے اور ملک احمد خان کی نمائندگی کرتے۔ آپ کی خوبصورت جوانی کا یہ عالم تھا۔ کہ ایک سفارتی مہم کے دوران دلزاک قبیلے کے ایک سردار بھائی خان کی جواں سال حسین بیٹی پر آپ عاشق ہوگئی۔ دلزاک خواتین بوڑھی اور جوان لڑکیاں آپ کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے بیقرار رہتی تھی۔ اس حسین دوشیزہ نے گجو خان کو پیغام بھیجا۔ کہ وہ ان کا رشتہ مانگ لے۔ گجو خان نے کوئی خاص توجہ نہیں دی۔ لیکن ان کی بیقرار محبت کے سامنے مجبور ہو کر اپنی والدہ مونداہی بی کو یہ بات بتائی۔ مونداہی بی نے چند مشہور سرداروں کے ہمراہ جا کر بھائی خان سے ان کی بیٹی کا رشتہ طلب (۱) کیا۔ لیکن بھائی خان کو ان کے قبیلہ کے مشران نے ایسا کرنے سے منع کیا۔ لہٰذا بھائی خان نے مونداہی بی سے معذرت کی۔

سوات کو فتح کرنے کے بعد، یوسف زئی قبیلہ نے موجودہ مردان ڈویژن کے میدانی علاقوں کی جانب رُخ کیا۔ کاٹلنگ کے پہاڑی گاؤں سنگاؤ اور اُس کے گردونواح میں پہلے سے آباد ہو چکے تھے۔ اس زمانے میں موجود مردان ڈویژن پشاور ڈویژن کے تمام علاقوں میں دلزاک قوم آباد تھی۔ ہزارہ چھچھ میں بھی یہ لوگ آباد تھے طاقتور قبیلہ (۲) تھا جو سینکڑوں سال قبل شہاب الدین غوری کے ساتھ یہاں آیا تھا۔ اور انہوں نے ان کو اس علاقے میں آباد کیا تھا اور یہاں کے مقامی لوگوں کو جو ہندو تھے نکال دیئے تھے۔

---

(۱) تنبیہ الغافلین کے مطابق ملک بھائی خان کے خاندان سے گجو خان کی خاندان کے دیرینہ تعلقات قائم تھے۔ جب گجو خان کے خاندان کابل میں مقیم تھا۔ ملک گجو خان کے دادا ملک بہزاد خان اور ملک قرا خان جب گھوڑوں کی تجارت کے سلسلے میں ہندوستان جایا کرتے تو ملک بھائی خان کے دادا ملک سربلند خان جو کہ دلزاک کا ایک نامور سردار تھا کے ہاں قیام کرتے۔ اسی نسبت سے دونوں خاندانوں کے درمیان پہلے سے تعلقات قائم تھے۔ مونداہی بی نے اُسی تعلقات کے بناء پر گجو خان کیلئے ملک بھائی خان کی بیٹی عائشہ بی بی کا رشتہ مانگ لیا۔

(۲) تواریخ افاغنہ ص 410، تاریخ سور ص 31۔ تذکرہ حلیم سوری

جنگ کاٹلنگ

یوسف زئی قبیلہ جب الغ بیگ (۱) کے ہاتھوں تباہ ہونے کے بعد اس علاقے میں آیا تو دلزاکوں نے دوآبہ کا علاقہ اور پھر باجوڑ اور دیر تک کا علاقہ یوسف زئی قبیلہ کو دیا جبکہ چارسدہ سے لے کر سوات تک کا علاقہ سواتیوں (۲) کے قبضہ میں تھا۔ یہ بھی ایک پختون قبیلہ ہے اور شہاب الدین غوری کے ساتھ آ کر اس علاقوں پر قابض ہوا جب یوسف زئی قبیلہ نے سواتیوں سے دلزاک کے تعاون سے یہ تمام علاقے حاصل کیے تو سواتی دریائے سندھ پار بھاگنے پر مجبور ہوئے۔ تو دلزاک اور یوسف زئی قبیلہ کے تعلقات بھی آہستہ آہستہ خراب ہونے لگے اور دلزک یوسف زئی قبیلہ سے حسد کرنے لگے اور ایک روز دلزاک کے نوجوانوں کا ٹولہ کلپانی (۳) (مردان) سے بگیاڑے کی جانب گیا تھا۔ واپسی پر ایک دلزاک نوجوان نے بگیاڑے کے ندی میں کپڑے دھونے والی یوسف زئی خواتین (۴) سے بدتمیزی کی اور ان کی چادریں (پڑونی) وہاں سے اُٹھالیں۔ عورتوں نے آواز دی اے کمبخت دلزاک پڑونے واپس کرو، پڑونے نہ لے جا۔ اگر تم لوگوں نے ایسا کیا تو یاد رکھو کہ ملک احمد خان ابھی زندہ ہے۔ یہ چادر تمہارے سروں کے خون سے رنگ دے گا۔ لیکن بد بخت دلزاکوں کی تباہی کا فیصلہ آسمان پر ہو چکا تھا۔ ان بدبختوں نے گالی دی اور کہا کہ جاؤ ملک احمد خان کو کہہ دو کہ اپنی خواتین کی چادریں ہم سے لے لیں۔

---

(۱) مغل شہنشاہ، بابر کے چچا اور کابل کے حکمران (۱۴۹۰)
(۲) یہ مختلف افغان قبائل کا اجتماعی نام ہے جو سوات میں آباد تھیں علاقے کی نسبت سے سواتی کے نام سے مشہور ہوئے تھے۔
(۳) کلپانی مردان کی قدیمی نام ہے۔ موجودہ مردان کے گاؤں جنڈئی کے مقام پر ہزاروں سال سے آباد قصبہ تھا۔ اس شہر کے آثار اب موجود نہیں۔ البتہ ملک بارا خان یوسف زئی اور شاہ بوزی دلزاک کی قبریں یہاں موجود ہیں۔
(۴) اس واقع کے بارے میں بعض یوسف زئی مورخین نے مبالغہ آرائی سے کام لیا ہے جو حقیقت نہیں

پورے یوسف زئی قبیلہ میں اس خبر نے ماتم برپا کی۔ ان کا خون جوش مارنے لگا ہر کوئی جان دینے کو تیار ہوا۔

ملک احمد خان نے اس صورتحال پر شوریٰ (۱) کا اجلاس طلب کیا۔ اس اجلاس میں ملک احمد خان نے اپنا فیصلہ ان الفاظ مین سنایا"۔ میں سلطان شاہ کا فرزند ہوں اور سارے خشی کا سردار ہوں۔ بڑی مشکلوں سے اپنی قوم کو ایک ملک کا مالک بنایا۔ لیکن آج میں اپنی قوم کی ناموس کی خاطر اپنی پوری قوم اور سلطنت کو داؤ پر لگانے کا فیصلہ کر چکا ہوں۔ اب اس سرزمین پر یا ہم رہیں گے یا دلزاک۔ اس کے علاوہ مجھے کوئی فیصلہ منظور نہیں۔ ملک احمد خان کا غصہ اور جنون دیکھ کر تمام سرداروں نے بیک آواز ہو کر کہا۔ کہ ہمیں ملک احمد خان کا فیصلہ منظور ہے۔ ملک احمد خان نے پھر کہا کہ جنگ کا فیصلہ تو ہو گیا۔ لیکن اب جنگ کی تیاریوں کا عمل باقی ہے۔ دلزاک ایک بہت بڑی طاقت ہے اور پورے علاقے میں اس قبیلہ کے لوگ آباد ہیں۔ اس کے خلاف پورے خشی قبائیل کا لشکر جمع کرنا ضروری ہے۔ اسی وقت ملک احمد خان نے شیخ ملی بابا کو افغانستان روانہ کیا ملک احمد قریبی علاقوں باجوڑ، سوات، دیر وغیرہ سے لشکر جمع کرنے لگا۔ کاٹلنگ کے مقام پر اجتماع کیا یوسف زئی کے قرابت دار قبائل اتمان خیل، مثوانی، ماہیار، وردگ، لوانی، گدون، کخار، راہوانڑی، رنڑی، بوتی، کاسی، سواتی، شلمانی، بڑلیس وگیرہ لشکر لے کر کاٹلنگ پہنچ گئے۔

---

(۱) تواریخ افاغنہ تذکرہ اور سعادت نامہ نے اس اجلاس کی کاروائی من وعن تحریر کی ہے۔ راورٹی نے ملک احمد خان کے غصہ و جنون کو اداکاری سے تعبیر کیا ہے اور لکھتا ہے کہ ملک احمد خان نے دلزاک کو آباد میدانی علاقوں سے نکالنے کیلئے معمولی سی بات کو پوری قوم کی غیرت کی بات بنا کر دلزاک سے فیصلہ کن جنگ لڑی۔

دوسری جانب دلزاک کو اس صورتحال کی اطلاع ملی۔تو انہوں نے پشاور، ہزارہ، مانگڑاو، نوشہرہ، چچھ ہزارہ، پیہورا، پنجپار اور دریائے لنڈے کے کنارے آباد دلزاکوں سے لشکر اکھٹے کئے اور شہباز گڑھی کے مقام ندی کے کنارے کیمپ قائم کئے۔اس مقام پر دلزاک کا لشکر جمع ہونا شروع ہوگئی۔شیخ ملی بابا نے افغانستان جاکر گگلیانیوں لعمانی ترکلانی اور محمد زئی (۱) (جو اس وقت چارسدہ میں آباد ہیں) کے لشکر جمع کئے اور باجوڑ کے راستے کاٹلنگ کی جانب روانہ ہوئے۔اور کاٹلنگ سے 10 کلومیٹر کے فاصلے پر بگیاڑے کے مقام پر خیمے نصب کئے۔

دلزاک کا لشکر بھی شہباز گڑھی کے مقام پر جمع ہو چکا تھا۔اباسین پار سے بڑی تعداد میں دلزاک پہنچ گئے۔دلزاک کو جونہی اطلاع ملی کہ افغانستان سے شیخ ملی کی قیادت میں لشکر بگیاڑے کے مقام تک پہنچ گیا ہے۔تو انہوں نے فیصلہ کیا کہ قبل اس کے کہ شیخ ملی کا افغان لشکر کاٹلنگ میں ملک احمد خان کے لشکر تک پہنچ جائے۔ ہم اس پر حملہ کر کے انہیں منتشر کردیں گے اور تعاقب کر کے تباہ کردیں گے۔ دلزاکوں کے لشکر کا ہراول دستہ انتہائی تیز رفتاری سے شہباز گڑھی سے کاٹلنگ میں موجود ملک احمد خان کے کیمپ پر حملہ کرنے کیلئے روانہ ہوگیا۔دلزاک کا لشکر چونکہ تعداد میں بھی زیادہ تھا اور مقامی لوگ بھی تھے۔ لہٰذا انہیں اپنی طاقت پر بہت گھمنڈ تھا۔انہوں نے سامنے والے لشکر کو بالکل کمزور اور کمتر سمجھا۔لہٰذا کسی (۲) ڈسپلن کا خیال نہیں کیا۔بغیر کسی تنظیم کے ایک ہجوم کی طرح آگے بڑھتے گئے اور اس حالت میں ہر اول دستہ باقی لشکر سے بہت آگے بڑھ گیا۔ملک احمد خان کو جونہی اطلاع ملی تو انہوں نے فوری طور پر شیخ ملی بابا کو حملے کی اطلاع دی اور کاٹلنگ میں موجود یوسف زئی لشکر کو منظم کیا۔ملک احمد خان جس کی ساری

زندگی میدان جنگ میں گزری تھی ۔ بہترین جرنیل (۳) تھے آپ نے دلزاکوں کے حملہ آور لشکر کے بارے میں معلومات حاصل کی ۔اور خصوصی طور پر گجوخان کی قیادت میں شجاع ترین اور دلیر نوجوانوں کا ایک خصوصی دستہ دلزاک کے ہراول کو سبق سکھانے کے کیلئے روانہ کیا۔اور ساتھ ہی لشکر کو کئی حصوں میں تقسیم کر کے یکے بعد دیگرے میدان جنگ کی جانب روانہ کیا۔شیخ ملی کے افغانی لشکر ابھی پہنچا نہیں تھا۔ کہ دلزاک کا ہراول دستہ ڈھول اڑاتے ہوئے نمودار ہوا۔

---

(۱) محمد زئی یوسف زئی کا قرابت دار قبیلہ ہے جو قندھار میں بھی یوسف زئی کے ساتھ آباد تھا۔یوسف زئی کی ابدالیوں کے ہاتھوں شکست اور قندھار سے نقل مکانی میں بھی محمد زئی اُس کے ساتھ کابل آئے۔

(۲) راورٹی کے مطابق دلزاک کو اس لڑائی کیلئے تین مہینے کا وقت ملا تھی۔لیکن اس کے باوجود اُس نے اس جنگ میں بیوقوفی کی انتہا کی۔

(۳) دلزاک کے لشکر میں ملک احمد خان کے جاسوس خاص تعداد میں موجود تھے۔جو ملک احمد خان کو دلزاک لشکر کی منصوبہ بندی اور نقل وحرکت سے مسلسل آگاہ کرتے تھے۔

(ا) گجوخان انتہائی تیز رفتاری سے آگے بڑھ کر دلزاک کے ہراول دستہ میں گھس گیا اور دست بدست لڑائی کا آغاز کیا۔ گجوخان کا حملہ اتنا اچانک تھا کہ حملہ آور اپنا دفاع کرنے پر مجبور ہوئے۔ گجو کے دستہ نے ابھی دلہ زاک کو مولی گاجروں کی طرح کاٹنا شروع کیا تھا اس دوران یوسف زئی کا دوسرا دستہ سلیم خان کی قیادت میں قیامت بن کر ان پر ٹوٹ پڑا۔ دلزاک اس اچانک صورتحال سے انتہائی پریشان ہو گئے اور میدان چھوڑ کر بھاگنے لگے۔ گجوخان کے ہراول دستہ کو حکم دیا گیا کہ وہ لگامیں نہ کھینچے تعاقب تیزی سے جاری رکھے۔ دلہ زاک کا بڑا لشکر ابھی راستے میں تھا کہ دلزاک کا پسپا شدہ ہراول دستہ ان پر چڑھ دوڑا دلزاکوں کے بڑے لشکر کے سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔ ایک افراتفری کا عالم تھا گجوخان کا دستہ بھی دلزاک کے بڑے لشکر پر ٹوٹ پڑا جو منظم نہیں تھے بھیڑ بکریوں کی طرح ہر طرف بھاگنے لگے تو ملک احمد خان نے مختلف سمتوں میں ان کا تعاقب کیا تاکہ یہ کسی مقام پر اکھٹے نہ ہو جائیں۔ شیخ ملی بابا کے افغانی لشکر بھی یوسف زئی لشکر کے پاس پہنچ گئے اور بڑے لشکر کو دلزاک کے مرکز شہباز گڑھ (۲) پر حملے کا حکم دیا گیا۔ لیکن دلہ زاک کا لشکر پہلے ہی منتشر ہو چکا تھا۔

(ا) سعادت نامہ کے مصنف عادت خان یوسف زئی کے تین دستوں کا ذکر کرتا ہے۔ گجوخان، سلیم خان اور الہ داد خان کے دستے یکے بعد دیگرے دلزا کو ہراول پر حملہ آور ہوئے۔

(۲) سعادت نامہ کے مطابق الہ داد خان نے دلزاک کے اس پڑاو کو آگ لگا دی تھی۔

ہر کوئی جان بچانے کیلئے بھاگ رہا تھا۔ گجو خان تعاقب کرنے والے ہراول دستے کا کماندار تھا۔ گجو خان کا ہراول دستہ جب دریائے سندھ کے کنارے پہنچ گیا۔ تو اس وقت دلزاک سردار ملک بھائی خان جس نے گجو خان کو رشتہ دینے سے معذرت کی تھی۔ اپنے خیل کے ساتھ دریا پار کر رہا تھا کچھ لوگ دریا پار (۱) کر چکے تھے۔ جبکہ خواتین اور کچھ لوگ باقی تھے گجو خان کو دیکھ کر ملک بھائی خان با آواز بلند کہنے لگا۔ گجو خان اپنے لشکر کو روک لو۔ اگر آپ نے ایک قدم بھی آگے بڑھایا تو میں اپنی خواتین اور بچوں کو دریائے سندھ میں غرق کر دونگا۔ بھائی خان نے کہا کہ اے خان گو ہم اپنی بد خصلتی کے سبب ذلیل وخوار، تباہ و برباد، وطن سے بے وطن ہو گئے۔ خدا کے لئے اپنے لشکر کو روک لو۔ میری قوم کے یہ معدودے چند افراد بچ گئے ہیں۔ میری بیٹی جس کا رشتہ تم نے مانگا تھا میرے ساتھ ہے۔ میں اسے تمہارے عقد میں دیتا ہوں۔ صرف اتنی مہلت دو کہ کسی جگہ اطمینان سے بیٹھ کر اس کی رخصتی کر دوں۔ گجو خان نے ملک بھائی خان کا یہ دلسوز بیان سن کر اپنے لشکر کو آواز دی کہ "اے میری قوم بس کرو چھوڑ دو اب ان سے تعرض نہ کرو بہت ہو چکا ہے یہ بھی بہر حال پختون تو ہیں"۔

(۲) دی پٹھان کے مصنف اولف کیرو نے لکھا ہے کہ گجو خان نے میدان جنگ میں شادی کی اور دلہن گھر لے آیا۔ ایسا ہرگز نہیں گجو خان نے ان لوگوں کو جانے دیا۔ بلکہ دریائے سندھ پار کرنے میں ان لوگوں کی مدد کی۔ دلزاک اور گجو خان کے لشکر ایک مقام پر بیٹھ کر خوش گپیوں میں مصروف ہو گئے اور جب دلزاک سندھ پار جا کر قیام پذیر ہو گئے۔ تو خان گجو کا جرگہ بارات لے کر ہزارہ چلا گیا اور وہاں سے گجو خان دلہن لے آیا۔ یہ گجو خان کی دوسری بیوی تھی۔ اور آپ کے جانشین (۳) ابراہیم کی والدہ تھی۔

ملک احمد خان جو کہ ایک غیرت مند شخص تھا۔ انہوں نے اعلان کیا تھا کہ کوئی بھی شخص دلزاک

شخص یا خاتون (۴) کو قید نہیں کر سکتا۔ صرف دلزاک کے غلام اور کنیزیں قید کی جا سکتی ہیں۔ اور ان کے مالی مویشی پر قبضہ کر سکتے ہیں کیونکہ دلزاک پختون ہیں اور ایک پختون کی عزت سب پختونوں کی عزت ہے۔

---

(۱) دریائے سندھ

(۲) تواریخ افاغنہ اور تواریخ حافظ رحمت خان سمیت تمام مورخین نے اس واقع کا ذکر کیا ہے۔

(۳) اولف کیرو نے دی پٹھان میں اس واقعے میں مبالغہ آمیزی سے کام لیا ہے اور یوسف زئی قصہ خوانوں کی کہانی دہراتی ہے۔

(۳) ابراہیم خان گجوخان کے جانشین ضرور تھے لیکن یوسف زئی کے حکمران نہیں۔ صرف اپنی قبیلے صدوزئی کے سردار تھا۔

(۴) تواریخ افاغنہ نے ملک احمد خان کی اس اعلان کو من وعن تحریر کیا ہے

یہی اعلان گجوخان نے غوریاخیلوں کے خلاف جنگ پشاور (ا) میں کیا تھا۔اس جنگ میں ملک احمد خان کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ایک یوسف زئی ملک علی خان نے ایک بہت ہی حسین دلزاک دوشیزہ کو چھپالی اور بعد میں اُس سے شادی کی۔ان کے بطن سے کئی نامور یوسف زئی قائدین نے جنم لیا۔ان میں سے ایک ملک موسیٰ، ملک عیسیٰ، ملک ہندال اور چھوٹا کامران خان تھے یہ چاروں اس دلزاک خاتون کے بطن (۲) سے تھے۔

گوکہ علی خان کو اس حرکت پر یہ سزادی گئی کہ اس لڑکی کے والدین کو پشتون روایت کے مطابق بدلے میں اپنی بہن (چچازاد بہن) دیناپڑی اور جرمانہ ادا کرناپڑا۔جنگ کاٹلنگ میں کامیابی پر گجوخان کی شہرت آسمان تک پہنچ گئی۔ ہر طرف گجوخان کے بہادری کے چرچے ہونے لگے۔یوسف زئی قبیلہ دلزاک کے علاقوں پر قابض ہوگئے۔گجوخان اپنے خاندان سمیت صوابی کے منارا گاؤں میں مقیم ہوگیا۔ لیکن خود ملک احمد خان کے ساتھ ملاکنڈ جو یوسف زئی کا دارالخلافہ تھا۔میں موجود رہتے اور ملک وقوم کی ترقی اور خوشحالی کے منصوبوں میں قائدین کے مشاورت میں شامل رہتے۔ملک احمد خان اور شیخ ملی سمیت تمام یوسف زئی اور دیگر پختون قبائیل کے سردار آپ کو بہت عزت اور احترام کی نظر سے دیکھتے تھے۔اور ان کے ہر مشورے کو اہم سمجھتے تھے۔ملک احمد خان جو کہ یوسف زئی کے بادشاہ تھے سرداری انہیں وراثت میں ملی تھی۔آپ نے ملک سلیمان کا الغ بیگ کے ہاتھوں قتل (۳) کے بعد کم عمری ہی میں سرداری کا بوجھ اپنے کمزور کندھوں پر اٹھایا تھا۔

(ا) جنگ شیخ تپور

(۲) "قبیلہ یوسف زئی" "تنبیہ الغافلین" دونوں نے اس واقع کو نقل کیا ہے۔

(۳) اس قتل عام میں الغ بیگ نے ملک سلیمان کے ساتھ 700 دیگر یوسف زئی سرداروں کو بھی تہہ تیغ کیا تھا۔

اور آپ کی قیادت میں ایک لٹے پٹے قوم کو اللہ تعالیٰ نے ایک بڑی سلطنت اور ملک عطا کیا تھا۔ ملک صاحب کے چار بیٹے تھے۔ جن میں اسماعیل (۱)، خان کریم داد خان، اللہ داد خان اور میر داد شامل تھے۔ ملک احمد خان تو بذات خود بہت قابل اور بردبار شخص تھے۔ قائدانہ صلاحیتوں کے مالک تھے۔ لیکن افسوس کہ آپ کے بیٹوں میں سے کوئی حکمرانی کے قابل نہیں رہا۔ آپ کی زندگی ہی میں اقتدار کے لیے آپس میں لڑتے ہوئے۔ ایک دوسرے کو قتل کرنے لگے ملک احمد خان اس صورتحال سے پریشان تھا۔ لیکن انہیں اپنے بیٹوں سے زیادہ اپنی قوم عزیز تھی۔ لہٰذا انہوں نے اپنی زندگی ہی میں شیخ ملی اور دیگر قائدین سے مشورہ کر کے گجوخان کو سردار بنانے کی پیشکش کی۔ لیکن انہوں نے قائدین کے سامنے رو رو کر اس پیشکش کو اس احترام کے ساتھ مسترد کیا کہ ملک احمد خان اور شیخ ملی جیسی عظیم ہستیوں کے موجودگی میں کیسے سردار بن سکتا ہوں۔ میں تو ان لوگوں کے پاؤں کے جوتے کے برابر نہیں ہو۔ تمام تر کوششوں کے باوجود یہ باادب نوجوان راضی نہ ہوسکا۔ ملک احمد خان جنگ کاٹلنگ کے دس سال بعد یعنی 1530 میں وفات پاگئے۔ تواریخ افاغنہ کے مطابق ملک احمد کے موت پر پورے پختونخوا میں صف ماتم بچ گیا۔ ہر گھر میں ماتم ہوا۔ جیسے گھر کے سربراہ کی وفات ہوتا ہے۔ ملک احمد خان کے وفات پر یوسف زئی مشران کا جرگہ (۲) منعقد ہوا۔ جس میں ملک احمد خان اور شیخ ملی بابا کے وصیت کے مطابق متفقہ طور پر گجوخان کو سردار بنا کر خان الخوانین کے لقب سے نوازا گیا۔ آپ کی دستار بندی تھانہ (سوات) میں ہوئی۔

1530ء میں گجوخان قوم کے سردار منتخب ہوگئے اور یوسف زئی دارالخلافہ (۳) کو صوابی منتقل کر دیا گیا ایک نئے دور کا آغاز ہوا ایک منظم طریقے سے حکمرانی کا آغاز کیا گیا۔

---

(۱) کریم داد خیل، الہ داد خیل، میر داد خیل اور دیگر ملک زئی قبائل کے ساتھ یار حسین میں آباد ہیں۔

(۲) بمقام آلہ ڈھنڈ تھانہ 1530

(۳) "تاریخ یوسف زئی قبیلہ" کے مصنف میر غازی خان دعوہ کرتا ہے کہ گجوخان کے زمانہ میں یوسف زئی دارالخلافہ کلپانی تھا جبکہ گجوخان منارا میں رہائش پزیر تھا۔

پختونوں کے تمام قبائیل کو حکمرانی میں شامل کیا گیا۔ پہلی بار تمام قبائیل کو اہم ذمہ داریاں سونپ دی گئی۔ مجلس شوریٰ کے ممبران منتخب کیئے گئے۔ سرابدال (۱) کو وزیر اعظم بنادیا گیا۔ قومی لشکر کی تشکیل نو کی پختونخوا کے تمام قبائیل جو ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے، کو ایک جھنڈے تلے جمع کرنے کے لیے خصوصی مشن کا آغاز کردیا۔ دلزاک جنہیں 10 سال قبل اس علاقے سے نکال کر علاقہ بدر کیا تھا۔ اس وقت ہزارہ میں مقیم تھے اور اس سے پہلے سوات سے بے دخل کیئے جانے والے سواتی جو بھی ابھی ہزارہ کے علاقوں میں آباد تھے۔ گجو خان نے ان دونوں قبیلوں کو جو ایک بڑی طاقت والے قبیلے تھے اور پختون تھے ان کے پاس جرگے بھیج دیئے گئے اور انہیں راضی کر کے ان کے قائدین کو طلب کر کے ان کی عزت افزائی کی اور ان سے معافی طلب کی گئی۔ دونوں قبیلوں کے مشران گجو خان کے قائدانہ صلاحیتوں سے پہلے ہی سے کافی متاثر تھے۔ گجو خان کی ایک بیوی دلزاک سردار ملک بھائی خان کی بیٹی تھی اس نسبت سے گجو خان دلہ زاک قبیلے کا داماد تھا اور روایت کے مطابق دلزاک قبیلہ کسی بھی صورت میں گجو خان کے خلاف کوئی قدم نہیں اُٹھا سکتا تھا۔ لہٰذا دونوں قبیلوں نے صلح کر کے گجو خان ہی کو اپنا قائد تسلیم کیا اسی طرح گجو خان کو دریائے سندھ پار ایک بڑی قوت کی مدد حاصل ہوئی۔ اس کے بعد گجو خان نے بنگش اور خٹک قبائیل کو اپنے ساتھ ملا کر انہیں خود کو اپنا قائد تسلیم کرنے پر آمادہ کیا۔ پختونخواہ کے تقریباً تمام قبائیل گجو خان کو اپنا قائد تسلیم کر چکے تھے۔ ماسوائے (۲) خلیل مہمند اور ان کے قرابت دار قبائیل چمکنی داؤدزئی شنواری وغیرہ کے وہ گجو خان کے بجائے کابل کے حکمران مغل مرزا کامران چونکہ ہمایون کا بھائی تھا، کو اپنا حکمران تسلیم کرتے اور یہ لوگ پشاور اور گندھاب پر قابض تھے۔

---

(۱) سرابدال ولد موسیٰ خان نیکی خیل ایک طاقتور یوسف زئی سردار تھا۔

(۲) خلیل مہمند اور اُس کی قرابت دار پشاور، نوشہرہ اور مہمند ایجنسی میں آباد تھے۔

یہ لوگ مل حکمران کو سالانہ خراج دیتے اوران کو لشکر فراہم کرتے تھے۔ گجو خان نے قائدین پختون قبائل خلیل مہمند کے پاس بطور جرگہ(۱) بھیجے اوران پر واضح کیا کہ پختونخواہ، پختونوں کا ہے اور یہاں پر مغلوں کے حمایتی اور مغل حکمران کو خراج دینے والوں کیلئے کوئی گنجائش نہیں۔ گجو خان کی قیادت کو تسلیم کرنے میں ہی آپ لوگوں کی عزت ہے۔ لیکن مہمند اور خلیل قبائیل کو مغل حکمران مرزا کامران کی حمایت اور اپنی طاقت پر گھمنڈ تھا۔ یہ لوگ پشاور اور گندھاب پر قابض تھے۔ جو اس زمانے میں بین الاقوامی تجارتی شاہراہ تھی۔ یہ لوگ ان راستوں پر ٹیکس وصول کرتے۔ جس کی وجہ سے یہ لوگ معاشی لحاظ سے کافی مضبوط اور خوشحال ہوگئے اور علاقہ میں غنڈہ گردی پر اُتر آئے۔ تجارتی قافلوں کو بھی تنگ کرنے لگے۔ تاہم گجو خان اس بات پر خاموش رہا۔ کیونکہ ایک عرصہ قبل باجوڑ میں یوسف زئیوں کے ہاتھوں ایک خلیل قتل ہوئے تھے اور خلیل باجوڑ سے نکل کر کے پشاور آکر آباد ہوئے تھے۔ اب اگر گجو خان خلیل کے خلاف کاروائی کرتا تو تمام قبائلی عوام اس بات کو حسد اور دیرینہ عداوت کی وجہ قرار دیتے۔ اس لیے گجو خان خاموش ہوگیا۔

(گجو خان کا پہلی مرتبہ دریائے سندھ عبور کرنا اور پنجاب کے علاقوں پر قبضہ کرنا) گجو خان نے پہلی مرتبہ دریائے سندھ کو عبور کر کے لشکر کشی کی اور دلزاک اور سواتی قبائل کے ساتھ ملکر ہزارہ کے ایک وسیع علاقہ کو فتح کر کے اپنے حدود سلطنت میں شامل کیا۔ اس مشن کے تکمیل کے بعد آپ(۲) واپس صوابی تشریف لائے اور لشکر منتشر کیا اور علاقے کے ترقیاتی کاموں کی جانب توجہ مبذول کی اور ہنڈ (۳) سے لے کر باجوڑ تک کے جرنیلی سڑک کی تعمیر اور مرمت کی اور مختلف مقامات پر قلعے تعمیر کئے۔

---

(۱) تنبیہ الغافلین ص 710، جرگہ میں محمد زئی ترکلانی، گگیانی، دلزاک، سواتی اور خٹک سرداروں پر مشتمل تھا۔

(۲) سعادت نامہ ص 151 "قبیلہ یوسف زئی" ص 31۔

(۳) "قبیلہ یوسف زئی" کی مصنف میر غازی خان وزیر اعظم روہیلکنڈ ان ترقیاتی کاموں کی مکمل تفصیل سے تحریر میں لا چکے ہیں۔

مختلف قصبوں میں پانی ذخیرہ کرنے کیلئے تالاب تعمیر کیئے۔سوات جانے والی قدیمی راستہ جو کوہ مورا سے گزرتی تھی اس پہاڑی راستہ کو وسعت دی اور پہاڑی راستے پر آمد و رفت کو آسان بنایا۔ایک سال بعد آپ نے پھر لشکر جمع کیا اور ایک بار پھر دریائے سندھ کو پار کر کے اٹک کے علاقہ حضرو اور حسن ابدال پر حملہ آور ہوئے اور ٹیکسلا کے علاقے تک کو اپنی حدود سلطنت میں شامل کیا۔حسن ابدال (۱) میں قلعے تعمیر کی تیسرے حملے (۲) میں پنجاب کے مزید علاقے پنڈی گھیپ تک کا علاقہ فتح کیا۔ان علاقوں سے کافی مال غنیمت، مال مویشی اور غلام وغیرہ پختونوں کے قبضہ میں آگئے اور معاشی لحاظ سے لوگ کافی خوشحال اور خود کفیل ہو گئے۔

---

(۱) حسن ابدل اور حضرو میں خان گجو نے قدیم قلعوں کی دوبارہ تعمیر کیا اور ان کی مرمت کی جو غالباً کنشک دور کے تعمیر شدہ تھیں۔تذکرہ حلیم سوری۔

(۲) سعادت نامہ کے مطابق گجوخان نے قبیلہ کی سربراہ مقرر ہونے کے بعد 14 ماہ میں تین بار دریائے سندھ عبور کی اور کامیاب مہمات کے ذریعے ایک وسیع علاقے کو اپنی ریاست میں شامل کیا۔

(۱)جنگ شیخ تپور)1550ء

(۲) 1550 تک خان گجو نے خلیل، مہمندوں کے خلاف کوئی کاروائی نہیں کی۔ لیکن اس دوران یہ لوگ حد سے گزر گئے۔ یوسف زئی قبیلہ کے تاجروں کو قتل کرنے لگے۔ لوٹ مار کا بازار گرم کیا۔ چونکہ یہ لوگ افغانستان جانے والے خشکی اور دریائی راستے دونوں پر قابض تھے۔ اس لیے یوسف زئی اور اس کے ہمسایہ قبیلوں کو مجبوراً انہی راستوں سے گزرنا پڑتا اور یہ لوگ انہیں تنگ کرتے رہے۔ محمد زئی قبیلہ جو کہ یوسف زئی کے اتحادی تھے۔ ان کے دوملکوں کو بھی گندھاب کے راستے میں قتل کیا۔ گگیانی قبائل جو یوسف زئی کے رشتہ دار اور اتحادی تھے اُن کے ایک سردار کے بیٹے کو بھی قتل کیا اور اس ملک نے اپنے مقتول بیٹے کے خون آلودہ کپڑے لاکر گجو خان کے سامنے رکھ کر فریاد کی اور خلیل مہمند کے ظلم اور بربریت کے قصے سنائے۔ اس دوران خلیل مہمند نے گگیانیوں کے بزرگ (۳) کو مسجد میں قتل کردیا۔ جب وہ سجدہ میں تھا۔ ان سارے واقعات کے بعد گجو خان نے اپنے اتحادی قبائیل کا اجلاس طلب کیا اور یوسف زئی سرداروں کو بھی طلب کیا اور کلپانی (مردان) کے مقام پر اجتماع کیا اور تمام قبائیل کے لشکر اس مقام جمع ہونے لگے۔

---

(۱) شیخ تپور چارسدہ روڈ پر شاہ عالم پل کے قریب ایک قصبہ تھا۔

(۲) تواریخ افاغنہ (خواجو متی زئی) سعادت نامہ، تذکرہ، تواریخ حافظ رحمت خانی، دی پٹھان، "یوسف زئی قبیلہ "ریورٹی (افغانستان)، لین پول (افغانستان)۔

(۳) گگیانیوں کے ملک محمد خان بن سلطان کو مہمند قبیلہ مسلک کی بنیاد پر مسجد ہی میں قتل کیا تھا۔ تواریخ افاغنہ کے مطابق محمد خان ولد سلطان خان بہت بڑا عالم دین تھا۔ اور انہیں ملک بازید بن محمود کے مسجد میں بار خان اور ولی خان نے چھری مار کر شہید کیا تھا۔

چند ہی دنوں میں گجوخان کے کیمپ میں ایک لاکھ چالیس ہزار کا لشکر جرار جمع ہو کر پشاور کی جانب روانہ ہوگیا۔ پشاور سے کچھ فاصلے پر دریائے کابل کے کنارے شیخ تپور کے بالمقابل ایک اونچی جگہ پر خیمہ نصب کیا۔ باقی لشکر نے بھی دریا کے کنارے دور دور تک خیمے لگا دیئے اور خیموں کا ایک عظیم شہر آباد ہوگیا۔ اس جنگ میں محمد زئی قبیلہ کے لشکر کی قیادت ملک خضر خان کرر ہے تھے۔ محمد زئی قبیلہ نے اپنی لشکر کو چار حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک لشکر کی قیادت ملک خضر خان دوسرے لشکر کی قیادت ان کے بیٹے محمد سید خان کرر ہے تھے۔ جبکہ تیسرے لشکر کی قیادت ملک بیگی خان اور میر پائندا خان اتمانزئی کے لشکر کے سردار تھے۔ گگیانی قبیلہ کے لشکروں کی قیادت ملک شیخو بن خواجو گگیانی ملک خواجے بن میرے لالہ زئی اور ملک آدم خان لالہ زئی کرر ہے تھے۔

خلیل قبائیل کا سردار ملک بازید بن محمود خلیل (۱) تھا۔ وہ اس صورتحال سے پریشان ہو کر کابل ہمایون کے دربار میں چلا گیا۔ جو اس وقت مرزا کامران سے کابل چھین کر کابل میں قیام پذیر تھا اور ہندوستان کے تخت کو دوبارہ حاصل کرنے میں مصروف تھا۔ مغل حکمران ہمایون کو ساری صورتحال سے آگاہ کیا۔ لیکن انہوں نے معذرت کی کہ ان کے پاس مقابلے کے لئے گجوخان کے برابر طاقت نہیں اور ایسی حالت میں گجوخان سے مقابلہ کیا۔ تو شاید میں ہندوستان کے تخت کو دوبارہ کبھی حاصل نہ کرسکوں۔ ہمایون نے خلیل مہمند کو مشورہ دیا کہ وہ اس وقت گجوخان سے صلح کرلیں ہندوستان کا تخت حاصل کرنے کے بعد وہ گجوخان کو سبق سکھا دینگے۔ ملک بازید خان خلیل نے اپنے چچازاد بھائی ملک بنے بن ملک میرداد خلیل کو ہمایون کے جواب سے آگاہ کیا۔ ملک بنے جو ملک بازید کی عدم موجودگی میں خلیل کا سردار تھا۔ انہوں نے صلح کی کوشش شروع کی اور ساتھ ہی ساتھ لشکر بھی جمع کرلیا۔ لیکن گجوخان نے صلح کی بھرپور

مزاحمت کی اور ملک سرابدال کو سختی سے منع کیا۔ جو صلح کے مشوروں میں شامل تھا ملک گجوخان نے سرابدال کی سرزنش کی اور کہا کہ اگر آپ کے خیمہ میں خلیل صلح کی نیت سے آگئے۔ تو میں انہیں آپ کے کیمپ میں ہی قتل کروں گا۔ گجوخان کی تیور دیکھ کر صلح کے حامی تمام سردار خاموش ہوگئے اور جنگ کی تیاری میں مشغول ہوگئے (۲)۔

---

(۱) ملک بازید بن محمود مرزا کامران اور مغل بادشاہ ہمایون کے درباریوں میں سے ایک اہم درباری تھا اور ہمایون کے ساتھ ہندوستان کے تمام مہمات میں شریک رہا۔

(۲) تواریخ حافظ رحمت خانی، تواریخ افاغنہ، تذکرہ

☆☆☆☆☆☆☆

جنگ کا آغاز

(۱) خلیل کے لشکر بھی آگے بڑھ کر دریا کے دوسری طرف خیمہ زن ہو گئے۔ دونوں لشکروں کے درمیان دریائے کابل کا عظیم دریا حائل تھا۔ "دی پٹھان" کے مصنف اولف کیرو نے وہ کہانی اس انداز میں بیان کیا "یہ لڑائی شیخ تپور کے مقام پر لڑی گئی۔ اس کی تاریخ غیر یقینی ہے لیکن راورٹی نے ایک پیچیدہ بحث کے بعد جو اس موقع پر بیان کرنا مشکل ہے۔ اس لڑائی کا سن 1550 (۹۵۷ ہجری مقرر کیا ہے۔ یہ لڑائی اس لیے بھی مشہور ہے کہ طرفین نے زبردست بہادری کا مظاہرہ کیا۔ اور بہادری سے ایک دوسرے کو للکارا۔ جب گجو خان اپنی فوج لے کر دریا کے کنارے پہنچ گیا۔ تو دیکھا کہ دوسری جانب غوریا خیل کا لشکر صفیں باندھے کھڑے ہیں۔ تو اس نے پکار کر کہا تربوروں (چچازاد بھائیوں) ہمیں لڑنا ضرور ہے۔ لیکن ہمارے درمیان دریا حائل ہے ہم دریا کے اندر نہیں لڑ سکتے۔ نہ آر پار کھڑے ہو کر ایک دوسرے پر تیر برسا سکتے ہیں۔ دریا خون سے سرخ ہو جائے گا اور ہماری بہنیں پانی نہیں بھر سکیں گی۔ اس کے علاوہ مرد کی شان بھی یہی ہے کہ اپنے دشمن سے دو دو ہاتھ کر سکے۔ اس لیے یا تو آپ دریا پار کریں میں اپنے لشکر کو پیچھے ہٹا دیتا ہوں یا آپ پیچھے ہٹ جائیں تا کہ میں دریاں پار آ کر مقابلہ کروں۔ غوریا خیل نہیں چاہتے تھے کہ ان کے عقب میں دریاں ہو کر وہ بھاگ نہیں سکے۔ چنانچہ انہوں نے بھی یہ پیشکش دہرائی جو خان گجو نے منظور کر لی۔ پھر خلیل کے لشکر کو پیچھے ہٹ کر دیکھ کر اپنے ساتھیوں کو کہا کہ دیکھو خلیل پیچھے ہٹ رہے ہیں۔ اور ہم آگے بڑھ رہے ہیں اور یہی اس جنگ کا نتیجہ بھی ہے دی پٹھان میں اولف کیرو نے یہی لکھا۔

---

(۱) تواریخ افاغنہ، قبیلہ یوسف زئی، ریورٹی اور تواریخ حافظ رحمت خانی۔
(۲) دی پٹھان (اولف کیرو)

لیکن تواریخ افاغنہ کے مطابق گجوخان نے ملا احمد بن خدائیداد متی زئی اور نورزئی خلیل کو جو کہ پیش امام تھا خلیل کے پاس بھیجا اور انہیں یہ پیغام دیا کہ یا آپ دریا پار کر آئیں یا مجھے راستہ دیں۔ کہ میں دریا پار آسکوں۔ باقی جو اللہ کو منظور ہو وہی ہوگا۔ خلیل نے جواب میں کہا کہ آپ لوگ اطمینان سے دریا پار کر آئیں۔ ہم لشکر پیچھے ہٹاتے ہیں اور پھر گجوخان کے لشکر نے آگے بڑھ کر دریا پار کیا اور دریا کے دوسرے کنارے خیمہ نصب کئے۔

(۱) اگلی رات خلیل کے دستے نے گگیانیوں کے گاؤں پر حملہ کر کے گاؤں کو جلا دیا۔ حالانکہ یہ گاؤں لوگوں نے پہلے ہی سے خالی کیا تھا۔ گجوخان کو جب اس حملے کی خبر ہوگئی۔ تو انہوں نے اپنے پورے لشکر سے مطربوں کو جمع کیا۔ جس کی تعداد 700 ہوگئی۔ ان لوگوں کو خوب مسلح کیا اور اچھے اچھے گھوڑے اور بہترین اسلحہ دے کر شیتکی ڈم (۲) اور ادو ڈم کے قیادت میں خلیلوں کے گاؤں پر حملہ کرنے کیلئے روانہ کر دیا۔ یہ شاندار لشکر اپنے پڑاؤں سے نکل کر خرم (کافور ڈھیری) پر حملہ آور ہوا اور گاؤں کو آگ لگادی۔

اس بات کی اطلاع خلیل لشکر کو ہوگئی اور انہیں جب یہ بتایا گیا۔ کہ گجوخان نے خلیلوں کو مطربوں کے برابر سمجھا اور مطربوں سے ان پر حملہ کیا تو بہت شرمندہ ہوگئے اور غصے میں آکر اعلان کیا۔ کہ اب کل ہی علی الصبح ہم حملہ کریں گے۔ مزید کوئی بات نہیں ہوگی۔ گجوخان نے ہمیں اپنے ڈموں کے برابر سمجھا ہے۔ اب جو بھی ہو ہم جنگ کریں گے۔ گجوخان کو جاسوس نے اطلاع دی کہ خلیل نے صبح کو حملہ کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ گجوخان نے کہا کہ میں یہی چاہتا تھا کہ خلیل غصے میں آکر حملہ کریں۔

---

(۱) تواریخ افاغنہ، سعادت نامہ۔

(۲) شیتکی یوسف زئی قبیلہ کے نامور مطرب تھا۔ بہت اعلیٰ درجے کا شاعر بھی تھا، ناخواندہ تھا لیکن موقع کے مطابق بروقت شعر کہنے میں مہارت رکھتا تھا۔ مرد میدان بھی تھا۔ گجوخان کے خصوصی دستے میں شامل تھا۔

گجو خان نے تمام ڈیروں (۱) میں منادی کرائی کہ جنگ کے لیے تیار ہو جائیں۔ رات گزر گئی صبح ہوئی یہ جمادی الاول کی تیرا تاریخ تھی غوریا خیل علی الصبح اپنے ڈیروں سے نکل کر روانہ ہوئے۔ گجو خان کے لشکر نے بھی نماز کے بعد حرکت کی اور آگے بڑھنے لگے۔ آگے جا کر گجو خان نے لشکروں کی صفیں باندھ لئے۔ گجو خان اپنے خوبصورت گھوڑے "طوفان" (۲) پر سوار تھا سفید کپڑے اور سفید پگڑی باندھے ہوئے ابھی جنگی لباس نہیں پہنا تھا۔ تمام لشکروں کے پاس تیزی سے جا کر ان کی صفیں درست کیں۔ واپس محمد زئی لشکر میں جا کر ان سے خطاب کیا۔ ان کے الفاظ تواریخ افاغنہ کے مطابق کچھ اس طرح تھے "اے میرے ننگ کرنے والے محمد زئی بھائیوں برادری پالنے اور نیکی کرنے کا یہی دن ہے۔ مجھے آپ اور یوسف زئی کے علاوہ کسی پر اعتماد نہیں۔ ترکلانی اگر چہ بہادر لیکن تعداد میں کم ہیں۔ گگیانی اگر چہ تعداد میں زیادہ ہیں۔ ہمارے بھائی بھی ہیں۔ لیکن گگیانیوں پر مجھے اعتماد نہیں۔ کیونکہ یہ لاف زن اور تیز زبان ہیں۔ اب محنت اور جدو جہد کی دو جگہیں ہے جو پیش آتی ہے۔ ایک سامنے غوریا خیل کے مقابلہ کی دوسری پیچھے سے حملہ کرنے والوں سے محافظت اور نگہبانی کی اب۔ آپ جو مقام پسند کریں اختیار کریں۔

---

(۱) جنگی کیمپ جنگی سرداروں کی۔

(۲) "طوفان" خان گجو کی مشہور گھوڑے کی نام تھا۔ جو پورے افغانستان میں مشہور تھا۔ شیر شاہ سوری نے بھی اس گھوڑے کی حسن کی بہت تعریف کی۔ جب گجو خان نے طوفان کو شیر شاہ کے حوالے کرنا چاہا تو شیر شاہ نے کہا کہ آپ ہمارے خان ہیں۔ یہ گھوڑا آپ کے شایان شان ہے۔ (تاریخ سوری) تذکرہ حلیم سوری۔

(۳) گجو خان کے خطاب تواریخ افاغنہ، سعادت نامہ، تواریخ حافظ رحمت خانی اور "یوسف زئی کی سرگزشتہ" میں ایک جیسے الفاظ تحریر ہیں۔

محمد زئی نے کہا کہ خان اعظم ہم تو آپ کے غلام ہیں جو آپ مشکل سمجھتے ہیں غلاموں کے حوالہ کریں۔

خان گجو نے کہا آفرین ہو محمد زئی پر مجھے آپ لوگوں سے یہی توقع تھی۔ میں جو آپ پر ناز کرتا تھا اس دن کیلئے اب آپ ساری محمد زئی لشکریں ایسا کریں کہ بجانب جنوب چلے جائیں اوران نالوں اور کھڈوں کی طرف صفیں باندھ کر کھڑے ہوجائیں۔اور ہماری پشت پناہی کرتے رہیں۔اگر کوئی حملہ آور ہو تب بھی اپنی جگہ پر قائم رہے اور جب ہم دشمن کو شکست دیں۔تب آپ ہمارے پاس آکر دشمن کا تعاقب کریں اور اگر ہم شکست کھائیں۔تو آگے بڑھ کر فی الفور ہمارے پاس پہنچ جائیں تا کہ ہمارے لوگوں کو استقامت حاصل ہوسکے اور ہمت بندھ جائے۔

محمد زئی کے لشکر صفیں بنا کر یوسف زئی لشکر کے عقب میں کھڑے ہوگئے۔اس کے بعد گجو خان نے یوسف زئی کے لشکروں کی صف بندی کی۔تمام حشی لشکر کو 7 صفوں میں کھڑا کیا۔ چھ صفیں پیادوں کی اور ایک صف سواروں کی۔اس ہیت سے کھڑے کردیئے گئے۔کہ پہلی صف ڈھال والے پیادوں کی تھی۔جو برھنہ تلواریں ہاتھ میں اٹھائے ہوئے تھے اور پانچ صفیں اس کے پیچھے تیر اندازوں کی تھی اور ساتویں صف میں سوار کھڑے کیئے گئے۔مگر ساتوں صفیں کچھ اس انداز سے کھڑی کردی گئی کہ ان کے درمیان کوئی تفاوت اور کشادگی نہیں تھی اور سواروں کو بھی ان کے پیچھے اتنا متصل کھڑا کردیا۔کہ سواروں کے نیزیں کی انیاں پیادوں کی پشت پر لگی ہوئی ہو۔تواریخ افاعنہ کے مطابق کچھ سواروں کو مختلف ٹولیوں کی شکل میں لشکر کے پیچھے کھڑا کردیا گیا۔

صفیں مکمل ہونے کے بعد گجو خان نے تمام لشکر کو مختصر خطاب کیا۔تواریخ حافظ رحمت خانی کے

مطابق گجو خان کا یہ خطاب کچھ اس طرح تھا "میرے بھائیوں اور عزیزوں غوریا خیل (۱) اور آوری اور بہادری میں مشہور ہے۔ سب عراقی گھوڑوں پر سوار ہےں۔ ہر ایک کے کمر میں مصری اور مشھد کی تلواریں لٹک رہی ہیں۔

پھر ملک بھی ان کا اپنا ہے ہمارے اور ہمارے وطن کے درمیان ایک عظیم دریا حائل ہے۔ ہمارا ناموس (خواتین) بھی ہمارے ساتھ ہیں۔ بس یہی وقت ہے بہادری اور مردی کا۔ اگر پاؤں اکھڑ گئے اور ہم شکست کھا گئے۔ تو ہم سب قتل ہو جائیں گے یا دریا میں غرق ہو جائیں گے۔ کوئی بھی زندہ نہیں بچے گا ۔ دنیا میں تماشا بن کر رہ جاؤ گے۔ تاریخ میں ہم ایک بزدل اور بیوقوف قوم کے نام سے یاد کیئے جائیں گے۔ یہ بات ذہن نشین کرلو کہ ہم حق پر ہیں اور حق پر جان دینے والا شہید ہوتا ہے۔ اب تمہارے پاس ایک ہی راستہ ہے۔ قہر خداوندی بن کر دشمن پر ٹوٹ پڑو اور قدم پیچھے کی طرف نہ ہٹاؤ۔

---

(۱) تواریخ افاعنہ کے مطابق غوریا خیل لشکر انتہائی بہترین اور قیمتی اسلحہ سے لیس تھی۔ بہترین گھوڑوں پر سوار تھے۔ وہ اسلحہ اور گھوڑیں یوسف زئی لشکر کے پاس نہیں تھے۔

ہر قدم آگے کی طرف بڑھانا۔ دوسری بات یہ ہے کہ ملک باراخان (۱) بن موسیٰ اور سلیم خان بن معدود اور سید جو کا پسران دلحک دولت زئی جنگ کے وقت بیہوش ہو جاتے ہیں اور اپنی جان سے بے پرواہ ہو کر دشمن پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ ایسے وقت میں ان کے گھوڑوں کے لگامیں مضبوطی سے پکڑے رہو۔ تاکہ بے فائدہ اور بے محل دشمن کے لشکر میں گھس کر اپنے آپ کو ہلاک نہ کریں۔ یہ لوگ مجھے بہت عزیز ہیں۔ لشکر میں شجاع اور بہادر اور بھی ہیں۔ لیکن انکی مجھے اتنی فکر نہیں خدانخواستہ ہمیں شکست ہو جائے۔ تو پھر ان لوگوں کو چھوڑ دیا جائے۔ جو کچھ ان سے ہو سکے۔ کر ڈالیں۔

جب دشمن ایک تیر کے فاصلے پر آ جائیں۔ تو ہر صف تیراندازی شروع کریں۔ مگر اس انداز سے کہ تیر تمام صفوں کے اوپر سے جائیں اور سوار بھی پیدل سے اس طرح مل جائیں کہ ان کے نیزے اپنے پیادوں تک پہنچ سکیں۔ پر جب پیادیں شمشیر زنی کی حد پر پہنچے۔ تب ان سے آگ ہو کر دشمن کے سواروں سے مبازرت طلب کریں"

---

(۱) ملک باراخان بن موسیٰ خان، سلیم خان بن معدود، سعید اور جو کا پسران دلحک دولت زئی یہ چاروں یوسف زئی قبیلہ کے نہایت بہادر اور جری سردار تھے۔ یہ پورے افغانوں میں مشہور تھے جو میدان جنگ میں خود کو کنٹرول نہیں کر سکتے تھے۔ ہر لڑائی میں ان بہادروں کے گھوڑوں کی لگامیں سپاہی پکڑ کر اسے آگے بڑھنے سے روکتے۔

تواریخ افاغنہ کے مطابق، گجو خان صفوں کو درست کرنے اور خطاب کے بعد اپنے برق رفتار گھوڑے "طوفان" سے اُتر کر اپنے آپ کو زرہ پوش کیا۔ اور ایک دوسرے عراقی گھوڑے پر سوار ہوا اور اپنے (۱) قبیلہ سدوزئی کے صف میں آ کر کھڑا ہو گیا اور کہا کہ اے میرے قبیلے کے میرے عزیز رشتہ دار آپ لوگوں کو معلوم ہے۔ کہ آپ کا سردار پورے خشی کا سردار ہے۔ تمام قبیلوں میں آپ کو یہ اعزاز حاصل ہے۔ مردانگی کا یہی وقت ہے۔ فیصلے کی گھڑی آ پہنچی۔ دیکھو قدم پیچھے نہ ہٹیں بزدلی نہ دکھانا۔ اگر آپ نے قدم پیچھے ہٹائے تو پوری قوم کی قدم ڈگمگا جائینگے)۔

غوریوں کا لشکر نمودار ہو گیا۔ سورج ان کے سامنے ہونے کی وجہ سے ان کے گھوڑے اور تلواریں چمک رہی تھیں۔ دشمن کا لشکر نظر آتے ہی گجو خان نے نقارا جنگ بجانے کا حکم دیا۔ گجو خان کا لشکر بھی آگے بڑھنے لگا۔ صفوفہ سبہ مغرب کی جانب سے غوریا خیل کے لشکر کی جانب بڑھنے لگی۔ غوریاں خیل نے اپنی تمام لشکر ایک ہی صف میں لا کھڑا کیا تھا۔ گو کہ ان کا مقابلہ ایک نامور جرنیل سے تھا۔ لیکن ان کے پاس کوئی تجربہ کار سپہ سالار تک نہیں تھا۔ گجو خان نے جب غوریا خیل کے لشکر کا یہ حال دیکھا تو اپنے ساتھیوں کو مبارک باد دی اور کہا کہ غوریا خیل ہار گئے۔ جنگ کی تدبیر میں غلطی اور بیوقوفی کی سارے لشکر کو ایک صف میں لا کھڑا کیا قاعدہ ہے۔ کہ جہاں کہیں رکاوٹ کمزور ہو پانی اس جگہ کو توڑ کر بہنے لگتا ہے۔ غوریاں خیل کے لشکر نے مدمقابل کے لشکر کے غول کے غول دیکھے تو ہمت ہار بیٹھے۔

تواریخ افاغنہ کے مطابق ملک خواجو بن بابو داودزئی کے سردار جو بڑا عالی مرتبہ اور بہادر سپہ سالار تھا سر سے پاؤں تک لوہے میں غرق تھا۔ اس نے جب گجو خان کے لشکر جرار کو دیکھا تو تمام لوہے کو اُتار کر پھینک دیا اور کہا کہ اس قدر بے پناہ لشکر سے ہماری نجات محال ہے۔ بس کیا فائدہ کہ اپنے آپ کو عذاب میں ڈالوں۔ اور بوجھ اٹھاتے چلوں چنانچہ وہ اس طرح بغیر زرہ کے لڑتا ہوا مارا گیا۔

---

(۱) سعادت نامہ، قبیلہ یوسف زئی، تواریخ افاغنہ

جب دونوں لشکر ایک دوسرے کے قریب ایک تیر کے فاصلے پر پہنچ گئے۔تو خلیل کے سواروں نے یکبارگی خشی کے لشکر پر گھوڑے دوڑائے۔گجو خان نے تیراندازی کا اشارہ دے دیا۔اشارہ ملتے ہی تمام صفوں کے تیراندازوں نے یکبارگی تیروں کی بارش شروع کردی۔تیروں کی ایسی بارش ہونے لگی کہ سورج آسمان میں ایسے غائب ہوگیا۔جیسے کالی گھٹا میں ہوتا ہے۔تیروں کے چلنے سے فضا میں سنسناہٹ پیدا ہوگئی۔40سے پچاس ہزار تک تیر یکبارگی خلیلوں کے سواروں پر گر پڑے۔سواروں کے جسموں میں سینکڑوں تیر پیوست ہوگئے۔سب غوریاں خیل سوار اوندھے منہ زمین پر گر پڑے۔کوئی بھی سوار یوسف زئی کے سواروں تک نہ پہنچ سکا۔دور ہی گھوڑے سے گر کر ڈھیر ہوگئے۔بعض رکابوں میں پھنس کر لٹک گئے۔گھوڑے انہیں گھسیٹتے گئے اور دشمن کے صفوں تک لے آئے۔تیراندازی کا اختتام بہت جلد ہوگیا۔ہر سوار نے تقریباً10سے12 تک تیر چلائے۔اس کے بعد تلوار زنی کا مقابلہ شروع ہو۔اچند ہی لمحوں میں میداں لاشوں سے بھر گیا۔غوریاں خیل پسپا ہونے لگے۔اور پشاور کی جانب بھاگنے لگے۔اس میدان میں یوسف زئی لشکر کے 500 جوان شہید ہوئے اور سینکڑوں زخمی ہوگئے۔(۱) عوریاں خیل کے 20ہزار کے قریب لاشیں میدان جنگ میں پڑی تھیں۔چار اہم قبائلی سردار کرم علی سالارزئی،سید ابن دلحک اکوزئی)(۲) غازی خان ابن خان منڈر (ملک زئی) جو ملک احمد خان کے خاندان میں سے تھا اور یار حسین کے قریب غازی کوٹ کے نام سے ایک قلعہ تعمیر کیا تھا۔بڑے با اثر اور لشکر والے شخصیتیں تھیں۔غازی خان، یوسف زئی کے ہراول دستے میں تھا اور خلیلوں کے ایک بڑے سردار سے خواجہ بن بابو داؤدزئی سے سینہ بہ سینہ لڑ پڑا دونوں نے تلواروں کے پے در پے واروں سے ایک دوسرے کو ٹکڑے ٹکڑے کردیا۔

---

(۱) سعادت نامہ اور تواریخ افاغنہ نے 20ہزار بتائی جبکہ بعض مورخین نے 40ہزار بتائی ہے۔ان میں مہمندوں کی تعداد بہت زیادہ تھی۔جو محمد زئی کے لشکروں نے دو اطراف سے گھیرے رکھا۔اوران لوگوں کا قتل عام کیا۔

(۲) ملک غازی خان، قائد یوسف زئی، ملک احمد خان کے نواسے تھے۔اُن کے نام سے ابھی بھی یار حسین کے قریب غازی کوٹ نامی گاؤں آباد ہے جو ملک غازی خان نے خود آباد کیا تھا۔انتہائی دلیر اور طاقتور سردار تھا۔

لیکن دونوں میں سے کوئی بھی پیچھے نہیں ہٹا۔ غازی خان کے نام سے اب بھی غازی کوٹ نامی گاؤں یار حسین کے قریب موجود ہے۔ اس جنگ کے دوران (۱) گجوخان کے سر میں بھی ایک تیر لگا۔ یہ تیر آپ کے سر کے خود سے نکل کر سر میں پیوست ہو گیا۔ اب نہ تیر نکل رہا تھا اور نہ ہی خود سر سے اتر سکتا تھا اور لڑائی عین عروج پر تھی۔ گجوخان نے تیر کو درمیان میں توڑ کر پھینک دیا۔ جبکہ تیر کا آدھا حصہ آپ کے سر میں پیوست رہا۔ ایسی حالت میں آپ تمام دن لڑائی میں مصروف رہے۔ رات کو خلیل کے شکست کے بعد آپ کا شامیانہ گور گھٹڑی کے مقام پر نصب کر دیا گیا۔ تو جراحوں نے آپ کے سر سے تیر نکال کر آپ کی جان بچائی۔ اس لڑائی کے دوران یوسف زئی کے لشکر نے خلیلوں کی لشکر کا بہت دور تک تعاقب کیا۔ ان کے قصبے اور گاؤں لوٹ لئے گئے۔ ہزاروں لوگ قیدی بنا دیئے گئے۔ مال مویشی اور دولت سب لوٹ کر لے گئے۔ دور دور تک خلیلوں اور اس کے قرابت دار قبائل کی لاشیں پڑی رہیں۔ جب خلیل کو شکست ہوئی تو گجوخان نے اعلان کیا کہ خلیل کے مرد اور عورتوں کو قیدی نہ بنایا جائے کیونکہ یہ پختون ہے اور گجوخان کے حکم پر ہزاروں عوریا خیل کو رہائی ملی۔ خان گجو نے تعاقب کرنے والے اپنے لشکریوں کو تعاقب ختم کرنے اور واپس آنے کیلئے احکامات جاری کر دیئے۔ اور ان کے پیچھے آدمی روانہ کیئے۔ تواریخ افاعنہ اس جنگ کے بارے میں لکھتے ہیں۔ کہ اس جنگ میں خلیل کے پیادوں نے زبردست شجاعت اور بہادری کا مظاہرہ کیا اور بھاگتے ہوئے پیچھے مڑ کر تیر اندازی کا مظاہر کرتے رہیں۔

---

(۱) گجوخان کے سر میں تیر لگنے کی واقع کو تواریخ افاعنہ، تواریخ حافظ رحمت خانی، سعادت نامہ، قبیلہ یوسف زئی، تذکرہ کے علاوہ لین پول نے بھی قلمبند کیا ہے۔ جبکہ روہیلکنڈ میں محمد خان نے گجوخان کی گھوڑے پر سوار ایسی مورتی بنائی ہے کہ ان کے سر میں تیر پیوست تھی اور ہاتھ میں تلوار۔ جو روہیلکنڈ کی ایک چوک میں نصب تھی۔ میر غازی خان وزیر اعظم روہیلکنڈ

(۱)خلیل سوارں میں ایسے سورما بھی تھے۔ جو پیچھے ہٹنے کو تیار نہیں تھے اور قتل ہونے ہی پر میدان چھوڑ گئے۔اس جنگ میں خلیل کی شکست کی وجہ مہمند قبائیل کی بزدلی بھی تھی۔ یہ بزدل اپنے توابع اور ہمسایوں چمکنی ملاگوری زاخیل سرعلانی زیرانی شنواری سمیت میدان جنگ سے بغیر جنگ کے بھاگ گئے۔ اور سراسیمہ ہوکر ندی نالوں میں گھس گئے۔جہاں گجوخان نے محمدزئی کا ایک خطرناک لشکر پہلے سے تعینات کیا۔تھا جس نے ان بھگوڑوں کو دیکھتے ہی ان پر ھہلہ بول دیا۔اور مولی گاجروں کی طرح اُن کو کاٹ ڈالا۔ بہت دورتک ان لوگوں کا تعاقب کیا گیا۔اوران کے بڑے بڑے سرداروں اور ملکوں کو بھی قتل کردیا۔اس کارکردگی پر گجوخان نے خوش ہوکران پر بڑی نوازش کی اور شاباش اور آفرین کہا۔

(۲)خلیل قبیلہ کی شکست کی اصل وجہ یہ بھی تھی۔ کہ ان کا مقابلہ ایک ایسے جرنیل سے تھا۔ جو بچپن سے میدان کارزار کا ایک شہسوار تھا۔خلیل کالشکر گجوخان کے لشکر کے مقابلہ میں بہت ہی کم تھا۔لیکن ان کے پاس گجوخان کے برابر کوئی جرنیل ہوتا تو اس کم لشکر پر بھی وہ مخالف کو شکست دے سکتے ہیں۔ کیونکہ ایک علاقہ اُن کا اپنا تھا۔دوسرہ اعلیٰ درجہ کے اسلحہ اورعراقی گھوڑے ان کا بہترین اثاثہ تھا۔جو کسی بھی میدان میں انہیں مدمقابل سے جتواتا۔لیکن ناقص جنگی حکمت عملی اور گجوخان کی بہترین حکمت عملی نے جنگ گجوخان کے حق میں کردی۔

(۳) گجوخان نے تمام لشکریوں کو واپس طلب کرکے اور انہیں خلیل کے خلاف مزید کاروائی روکنے کا حکم دیا اوراگلی صبح گجوخان گورگھٹڑی سے واپس اپنے علاقہ روانہ ہوگئے۔

---

(۱) تواریخ افاغنہ،سعادت نامہ،تواریخ حافظ رحمت خانی۔

(۲) دی پٹھان اولف کیرو۔

(۳) تواریخ افاغنہ،تذکرہ حلیم سوری کے مطابق گجوخان کی فوری واپسی کا فیصلہ اسلئے کیا گیا کہ فاتح لشکر جو لاکھوں کی تعداد میں تھا اگر پشاور میں مزید ٹھہرتا تو لوٹ مار اور مقامی لوگوں کی قتل وغارت گری میں اضافہ ہوتا۔جو گجوخان نہیں چاہتا تھا۔

دریائے کابل پر ڈب کے کنارے اپنے لشکریوں سے خطاب کیا(۱)۔ یہ خطاب کچھ اس طرح تھا"اے میرے قوم اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کو کامیابی عطا کی میرا ایمان ہے۔ کہ ہم حق پر تھے اور غوریا خیل ناحق پر گو کہ غوریا خیل ہمارے بھائی ہیں۔ لیکن ان کی بدخصلتی اور غرور تکبر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہمارے ہی ہاتھوں انہیں تباہ و برباد کیا۔ میرے عزیزوں یاد رکھو تکبر بہت بری چیز ہے اور اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے۔ کبھی غرور اور تکبر نہیں کرنا اس عظیم فتح پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو۔ جس کے پاس خلیل کے قیدی ہے انہیں واپس باعزت طریقے سے چھوڑ دے۔ کسی بھی غوریا خیل پر ہاتھ نہیں اُٹھانا کہ جنگ کا اختتام ہو چکا ہے۔ خشی کے تمام قبائل خصوصاً محمد زئی کے بہادری اور جرات کو سلام پیش کرتا ہوں۔ میں نے میدان جنگ میں اپنے لوگوں کی بہادری دیکھ لی جنہوں نے اپنی قوم کی عزت کی خاطر جانیں دی۔ انہیں سلام ان شہیدوں کے قبیلے اور خیل کو سلام۔

اس وقت اور اس مقام سے میں لشکر منتشر کرنے کا اعلان کرتا ہوں۔ سب لوگوں کو اپنے علاقوں میں جانے کی اجازت ہے۔

اس مقام سے تمام لشکری اپنے اپنے علاقوں کو روانہ ہو گئے۔ گجوخان بھی اپنے گاؤں منارا تشریف لے گئے۔ اس جنگ میں غوریا خیل معاشی لحاظ سے مکمل طور پر تباہ ہو گئے۔

"تواریخ افاغنہ کے مصنف خواجو متی زئی لکھتا ہے۔ کہ میں نے (۲) ملک تنی ابن عبدالرحمٰن سے بارہا یہ بات سنی کہ اس جنگ میں اپنے باپ کے ساتھ شامل تھا اور وہ اپنے ساتھ غلام اور کپڑوں کی کئی بڑی بڑی گٹھڑیوں کے علاوہ بے شمار مال مویشی مال غنیمت میں لائے تھے۔ اس پر خشی کے سارے لشکریوں کو قیاس کرو)

---

(۱) تواریخ افاغنہ، تنبیہ الغافلین، سعادت نامہ، تذکرہ۔

(۲) ملک تنی ابن عبدالرحمٰن اس لڑائی کے عینی شاہد تھے۔ تواریخ افاغنہ میں اُس کے بیانات کو مصنف نے خصوصی اہمیت دی ہے۔ ملک تنی مصنف تواریخ افاغنہ خواجو متی زئی کے زمانے میں حیات تھا۔

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس جگ نے عوریاخیلوں کی کمر توڑ دی اور ایک طویل عرصہ تک یہ لوگ سر نہ اٹھا سکے 1550 میں یہ جنگ لڑی گئی)

اس کے چند مہینے بعد ملک باراخان کی قیادت میں مُلک کاشغر(۱) کی جانب سے ایک مہم روانہ کی۔ جو کہ 5 پانچ ماہ تک جاری رہی۔ اس مہم کے دوران کاشغر کوہستان کے کافروں اور ترک مسلمانوں کو مطیع کیا اور بہت بڑے علاقے پر قابض ہو گئے۔ ملک باراخان (۲) کی واپسی پر کلپانی (مردان) میں زبردست جشن منایا گیا۔ جس میں دور دراز کے پختون قبائیل کے سرداروں نے شرکت کی۔ تاریخ کے مطابق یہ جشن سات روز تک جاری رہی۔ اس مہم میں بھی کافی مال غنیمت ہاتھ آیا جو ملک کی تعمیر و ترقی میں کام آ گیا (۳)۔ اس کے چند ہی ماہ بعد ملک سرابدال کی قیادت میں 20 ہزار کا ایک لشکر ہزارہ کی جانب روانہ ہوا۔ اُس مہم میں ہزارہ کے قریب کشمیر کے کئی علاقوں کو زیر کیا یہ مہم بھی چار ماہ تک جاری رہی۔

---

(۱) کاشغر کا علاقہ موجودہ کوہستان، گلگت، بلتستان اور چترال ہے۔ جہاں پر ترک کافر آباد تھے۔ جبکہ ترک مسلمان اور گجر بھی آباد تھے۔ یہ سب لوگ خان گجو کے مطیع تھیں۔

(۲) یہ دونوں مہمات ایک ہی سال میں سر ہوئے۔ ان دونوں مہمات میں خان گجو نے بذات خود شمولیت نہیں کی۔ "تواریخ افاغنہ"۔

(۳) ملک بارہ خان یوسف زئی کلپانی کے بہت بڑے خان لاؤ لشکر کے مالک اور طاقتور سردار تھا۔ غلہ ڈھیر کے نام سے اُن کی بہت بڑی غلہ منڈی اور بازار تھا۔ نوشہرہ کے دریا پر زڑہ مینہ کے مقام پر اُس کا گھاٹ تھا۔ جس پر آپ محصول وصول کرتے تھے۔

مانگڑوء کی مهم

(۱)1552ء کو گجوخان نے ایک بہت بڑی فوج لے کر خود دریائے سندھ عبور کیا۔ اور ایک عظیم جنگی مہم پر روانہ ہوئے۔ اس مہم میں ایک لاکھ پچاس ہزار لشکری 60 سرداروں کی قیادت میں آپ کے زیر کمان تھے۔ اس عظیم مہم کے لئے دریائے سندھ کے کنارے اجتماع ہوا۔ یہ عظیم لشکر تین مختلف مراحل میں دریائے سندھ عبور کر کے براستہ ہزارہ اور پنجاب کی جانب روانہ ہو گئے۔ اس عظیم لشکر کا پہلا حملہ کورلغ، ہزارہ اور مانگڑاؤ[1] اور اس کے مضافات پر ہوا۔ ان لوگوں نے خان گجو کو خراج دینے سے انکار کیا تھا۔ اس وقت اس علاقے پر سلطان غیاث الدین کی حکمرانی تھی۔ خان گجو کے لشکر جرار نے تین اطراف سے حملہ کیا اور مسلسل علاقوں کو فتح کرتے ہوئے سلطان غیاث الدین کے دارالخلافہ دھمتوڑ پر حملہ آور ہوئے۔ سلطان غیاث الدین نے بغیر کسی مزاحمت کے شکست تسلیم کی اور دمتوڑ سے نکل کر بذات خود موضع کوٹ بارو کے مقام پر خان گجو کے سامنے پیش ہوا۔ اور بہترین نسل کے گھوڑے اور انتہائی قیمتی نفیس اور اعلیٰ اشیاء بطور ہدیہ پیش کی اور سالانہ خراج دینے کی یقین دھانی کی۔ تاوان جنگ وصول کرنے کے بعد خان گجو نے سلطان غیاث الدین کو ان کا تمام علاقہ واپس کر دیا تاہم یوسف زئی قبیلہ کو ایک وسیع علاقہ بھی دیا گیا۔

(۲) اس مہم کے اختتام پر خان گجو ایک اور بڑے مہم کی جانب روانہ ہوئے اور یہ مہم گھگڑ سلطان سردار آدم کے خلاف تھی۔ یہ ایک خطرناک مہم تھی اور خان گجو نے اس مہم کے لیے ڈیڑھ لاکھ سے زائد لشکر روانہ کیا تھا۔

---

(۱) تواریخ افاغنہ، قبیلہ یوسف زئی، سعادت نامہ، تواریخ حافظ رحمت خانی۔

(۲) تواریخ افاغنہ، تواریخ حافظ رحمت خانی، تذکرہ، "گھگڑ اور افغان"۔

---

(۱) مانگڑاؤ یا مانگڑوء ۔ احسن علی

سلطان گھگڑ سلطان آدم کے خلاف مہم:

گھگڑ قبائیل اس وقت موجودہ راولپنڈی ڈویژن جہلم اور سیالکوٹ تک ایک وسیع علاقے پر قابض ایک زبردست جنگجو قوم تھی۔ سینکڑوں سالوں سے ان پہاڑی علاقوں میں آباد تھی اور ہندوستان کے حکمرانوں کے ساتھ ہمیشہ لڑتی رہتی تھی۔ اور ان کے لیے دردسر بنی رہتی۔ یہ وہی قوم ہے جنہوں نے 1208ء میں سلطان شہاب الدین غوری کو شہید کیا تھا۔ یہ قوم ہمیشہ ہندوستانی حکمرانوں کے خلاف بغاوت کرتی رہتی تھی۔ جب شیر شاہ سوری جیسے بادشاہ نے گھگڑ سردار کو حکمران تسلیم کرنے کا پیغام بھیجا۔ تو انہوں نے جواب میں شیر کے پنجے اور تیروں کی ایک گٹھڑی بھیج کر جواب دیا کہ ہمارے پاس تو صرف یہی کچھ ہے۔ شیر شاہ سوری نے ان باغیوں کی سرکوبی کے لئے قلعہ روہتاس بنانے کا فیصلہ کیا۔ اور اس قلعے پر بہت بڑی رقم خرچ کی۔ خان گجو نے (۱) گھگڑ کے سلطان کے خلاف لشکرکشی کی۔ اس لشکر کی تعداد ڈیڑھ لاکھ سے زائد تھی۔ اس لشکر میں کاشغر اور کوہستان کے کافر ۲۰ ہزار کی تعداد میں شامل ہوئے۔ جبکہ ترک مسلمانوں کا ایک لشکر بھی اس مہم میں گجو خان کے ہمراہ تھا۔

گجو خان کے ہراول دستوں نے موجودہ راولپنڈی ڈویژن کے علاقوں میں گھگڑوں کی زبردست گوشمالی کی اور اُن کے مال مویشی لوٹ لیئے۔ گھگڑ نے کسی مقام پر بھی ڈٹ کر مقابلہ نہیں کیا۔ بلکہ سامنے آکر معمولی مقابلے کے بعد بھاگ جاتے۔ گجو خان کے فوج مسلسل آگے بڑھتی گئی۔ گھگڑ کے قصبوں اور شہروں کو تاراج کرتے رہیں۔ ہزاروں لوگ گرفتار ہوئے ان کے مال مویشی افغانوں کے قصبہ میں آئیں۔

(۱) گھگڑ کے سلطان آدم خان جس نے مرزا کامران کو گرفتار کر کے ہمایون کے حوالے کیا اور ہمایون نے مرزا کامران کے آنکھوں میں سلائی پھیردی۔ ایک طاقتور سردار تھا اور شیر شاہی حکومت سے ہمیشہ شوخی کرتا رہتا تھا۔ ہیبت خان نیازی (اعظم ہمایون) نے بھی گھگڑ کے علاقے میں سلیم شاہ سے شکست کے بعد پناہ لی

گھگڑ سردار سلطان آدم کے اوسان خطا ہو گئے اور خود کو گجوخان کے عظیم لشکر کے سامنے بے بس محسوس کیا۔ اور تمام تیاریوں کے باوجود جنگ کی ہمت نہیں کی اور گجوخان کو صلح کا پیغام بھجوایا۔ دریائے جہلم کے کنارے سلطان گھگڑ ملک گجوخان کے سامنے پیش ہوئے اور سلطان غیاث الدین کی طرح بہت بڑے تحائف گجوخان کے سامنے پیش کیئے۔ اور سالانہ خراج دینے اور تاوان جنگ ادا کرنے کے شرط پر سلطان گھگڑ کو گجوخان نے معاف کر دیا۔ سلطان گھگڑ کو اس بات کا بھی پابند بنا دیا گیا۔ کہ وہ ہر مہم میں گجوخان کو لشکر فراہم کریں گے۔ گجوخان نے سلطان آدم کی سرداری برقرار رکھی۔ اس کامیاب مہم کے بعد گجوخان کی حدود سلطنت جہلم سوہاوہ، پنڈی گھیپ تک وسیع ہو گئی۔

(۱) پنجاب میں شیر شاہ سوری نے ہیبت خان نیازی کو گورنر بنا رکھا تھا۔ ایک زبردست بہادر جنگجو شخص تھے۔ لیکن آپ نے گجوخان کی حدود سلطنت میں کبھی مداخلت کی کوشش نہیں کی۔ حالانکہ اس موقع پر جب شیر شاہ سوری کے بھتیجے مبارک خان کو قتل کرنے والے سنبل قبیلہ نے بھاگ کر گجوخان کے حدود سلطنت پنڈی گھیپ کی پہاڑیوں میں پناہ لی۔ لیکن ہیبت خان نے ان لوگوں کا پیچھا تک نہیں کیا۔ کیونکہ انہیں معلوم تھا اگر وہ ایسا کرتا تو گجوخان انہیں کبھی معاف نہیں کرتا۔ انہوں نے شیر شاہ کی زبانیگجو خان کی باتیں سنی تھی اور یہ محسوس کیا تھا کہ شیر شاہ گجوخان کا حد سے زیادہ احترام کرتا ہے۔

---

(۱) عہد شیر شاہی، تواریخ افاغنہ، سعادت نامہ

شیرشاہ سوری اور گجوخان کے تعلقات:

(۱) گجوخان اور شیرشاہ ہم عصر حکمران تھے۔ جب شیرشاہ نے ہمایوں کوشکست دی اور ہمایوں بھاگ رہا تھا۔ تو اس وقت پختونخواہ پر گجوخان کی حکمرانی تھی۔ جبکہ کابل پر کامران کی حکومت تھی۔ شیرشاہ سوری نے گجوخان کو پیغام بھیج دیا کہ ہمایون کو اپنے علاقے میں پناہ نہ دیں اور اگر آپ کے علاقے میں آیا تو انہیں گرفتار کر کے ہمارے حوالے کر دیں۔ جواب میں گجوخان نے کہا کہ آپ ایک پختون ہیں اور آپ کا دشمن ہمارا دوست نہیں ہوسکتا۔ ہمایون ہمارے علاقے میں داخل نہیں ہوسکتا۔ بابر کی ایک بیوی یوسف زئی قبیلہ کے سابق بادشاہ ملک احمد خان کی بھتیجی اور ملک شاہ منصور کی بیٹی تھی۔ جب ہمایون بھاگ رہا تھا ہمایون کے ساتھ تھی۔ انہوں نے (۲) شاہ منصور کے بیٹے کے ذریعے یوسف زئی قائد گجوخان کو پیغام بھیجا۔ کہ ہمایون کو پناہ دینے کی دعوت دیں کیونکہ میں یوسف زئی قبیلہ کی بیٹی ہوں اور ہمایون میرا بیٹا ہے۔ (۳) گجوخان نے قائدین یوسف زئی سے مشورہ کے بعد بی بی مبارکہ کی یہ خواہش ٹھکرا دی۔ اور کہا کہ ہمایون ایک مغل زادہ ہے۔ اور مغل کبھی بھی پختون کا دوست ہو نہیں سکتا اور نہ ہی پختون مغل کا دوست ہوسکتا ہے۔ اس وقت ہمایون لاہور میں تھا۔ جب مغل ہمایون بھاگ گیا۔ اور شیرشاہ سوری نے بادشاہت کا اعلان کر دیا۔ تو پختون روایت (۴) کے مطابق شیرشاہ کے پاس پختون قبائیل مبارک باد دینے کیلئے جاتے اور تماشہ (ناچ گانے والے) لے جاتے شیرشاہ اس وقت خوشاب کے قریب خیمہ زن تھا۔

---

(۱) سعادت نامہ، تنبیہ الغافلین، قبیلہ یوسف زئی، عہد شیرشاہی۔ سعادت نامہ کے مطابق شیرشاہ اور خان گجو کے تعلقات بہار کے زمانہ سے قائم تھے۔ خان گجو محمود کے ہاں کئی بار بہار گئے تھے۔

(۲) شاہ منصور ملک احمد خان کے چچازاد بھائی اور ملک سلیمان کے بیٹے اور شہنشاہ بابر کے بیوی بی بی مبارکہ کے والد تھے۔

(۳) تنبیہ الغافلین، تذکرہ حلیم سوری۔

(۴) تاریخ فرشتہ، عہد شیرشاہی، سعادت نامہ، قبیلہ یوسف زئی

شیرشاہ سوری کو مبارک باد دینے خوشاب جانا

(۱)1541 کو گجوخان بھی دوسرے پختونوں کی طرح شیرشاہ سے ملنے کے لئے اور مبارکباد دینے کیلئے گیا اور اپنے ساتھ مطرب اور سازندے بھی لے گیا۔شیرشاہ سوری کو گجوخان کی آمد کی اطلاع ملی تو اپنے بیٹے کو دوکوس دور استقبال کیلئے بھیج دیا۔گجوخان کو ہاتھی پر بٹھا دیا گیا اور پڑاؤ پر آنے پر ان کا زبردست استقبال کیا گیا۔پوری رات تماشہ ہوتا رہا۔گجوخان کے مطربوں نے میدان لوٹ لیا۔شیرشاہ سوری نے گجوخان کے مطربوں کو انعام واکرام سے نوازا۔گجوخان کی آمد کی خوشی میں پورے لشکر میں سرخ شربت تقسیم کیا گیا۔دودن تک گجوخان شیرشاہ سوری کے پاس رہا ملک سرابدال اور ملک باراجان اور دیگر مشران یوسف زئی اور محمد زئی آپ کے ساتھ تھے۔اور پھرانہیں انتہائی عزت واحترام کے ساتھ پڑاؤ سے رخصت کیا گیا۔اور ہیبت خان نامی جرنیل نے کئی میل تک آپ کو چھوڑنے گیا۔شیرشاہ اور گجوخان کے تعلقات بہار کے وقت سے قائم تھے۔

---

(۱) عہد شیرشاہی، تنبیہ الغافلین، سعادت نامہ، تاریخ فرشتہ

شیر شاہ سوری سے اختلافات

(۱) شیر شاہ سوری اور گجوخان کے تعلقات کچھ عرصہ بہتر رہے۔ تاہم پھر بعض وجوہات کی بناء پر دونوں کے درمیان اختلافات پیدا ہوگئے۔ اس کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ شیر شاہ سوری کی خواہش تھی کہ باجوڑ سے لے کر دریائے سندھ تک تمام علاقہ کو اُجاڑ دیا جائے اور یہاں کی تمام افغان آبادی کو دریائے سندھ سے لے کر پٹھان کوٹ تک آباد کیا جائے۔ تاکہ افغانستان کی جانب سے دھلی پر حملہ آوروں کو دہلی تک پہنچے کی صورت نہ ہو۔ لیکن گجوخان کو اس سے اتفاق نہیں تھا۔ گجوخان نے انہیں بتایا کہ ایسا ممکن نہیں۔ کیونکہ روہ کے آباد لوگ اپنے پہاڑوں سے محبت کرتے ہیں اور کہیں اور جا کر خوش نہیں ہوتے۔ ان پہاڑوں میں افغان ہزاروں سال سے آباد ہیں۔ اور ویسے بھی حسن ابدال تک افغان آباد ہیں۔ آپ کے ملک پر حملہ کرنے والے ہمارے لاشوں سے گزر کر آپ تک پہنچ پائینگے۔ لیکن شیر شاہ گجوخان سے متفق نہ ہوا۔ اس کے باوجود شیر شاہ نے یوسف زئی ریاست کے حدود میں مداخلت نہیں کی۔ 1542ء کو شیر شاہ کشمیر کے راستہ کا معائنہ کرنے کیلئے یوسف زئی کے علاقے ہزارہ میں آیا اور تو گجوخان نے دریائے سندھ پار جا کر ان کا استقبال بھی کیا۔ شیر شاہ نے افغانوں کو جی کھول کر انعام واکرام سے نوازا اور گجوخان کو کہا کہ ہزارہ میں موجود غیر افغان مغلوں کے حمایتی ہیں۔ ان کی گوشمالی کبھی کبھی ضرور کرنا۔

قانون گو اس بارے میں لکھتا ہے کہ شیر شاہ کشمیر کے راجہ مرزا حیدر (۲) پر حملہ کرنے کی نیت سے فضاء ہموار کرنے کیلئے 1542 کو یوسف زئی کے علاقہ میں داخلہ ہوا۔

---

(۱) عہد شیر شاہی، تذکرہ حلیم سوری، تنبیہ الغافلین

(۲) مغل شہزادہ جو اُس وقت تک کشمیر پر قابض تھا اور ہزارہ میں موجود غیر افغان قبائل کشمیر کے حکمران مرزا حیدر کی حمایتی تھے۔ اور اکثر مغل راجہ کے ساتھ مل کر شیر شاہ کی مخالفت میں لڑتے۔ شیر شاہ سوری، مرزا حیدر کی سرکوبی کیلئے ہزارہ کی جانب سے کشمیر جانے والی شاہراہ کی معائنہ کیلئے ہزارہ تشریف لے آئے۔ جو کشمیر جانے کیلئے سب سے آسان راستہ تھا۔ ہزارہ کے افغانوں نے شیر شاہ کا زبردست استقبال کیا۔ شیر شاہ نے خوش ہو کر افغانوں کو بڑی انعامات سے نوازا۔

لیکن دریائے سندھ عبور نہیں کیا(ا)۔ کیونکہ وہ پٹھانوں کے زودحسی خصلت سے خوب واقف تھا۔ وہ تو چچازاد بھائی کو بھی بن بلائے گھر آنا پسند نہیں کرتے۔ شیر شاہ نے سیاسی رشوت اور حکمت عملی سے کام نکالا۔ شیر شاہ نے جی کھول کر پٹھانوں کو انعام، اکرام سے نوازا اور ان کو اپنا سیاسی راس المال تصور کیا۔ غیر افغان قبائیل کے ایک جانب یوسف زئی اور دوسری جانب شیر شاہ اس طرح چکی کے دو پاٹوں کے درمیان وہ بالکل بے ضرر ہو گئے۔ (**قانون گو**)(۲)۔

شیر شاہ کے خواہش پر قانون گو نے "**شیر شاہ**" میں پھر بہت خوبصورت تبصرہ کیا اور کہا کہ یہ شیر شاہ اور یوسف زئی دونوں کی خوش قسمتی تھی کہ وہ اپنی اس خواہش کی تکمیل نہ کر سکے۔ اور اس کی یہ حسرت باقی رہ گئی۔ اس خواہش پر عمل کیا جاتا۔ تو نہ صرف پٹھان تباہ ہو جاتے۔ بلکہ خود شیر شاہ کی عظمت و شہرت بھی ختم ہو جاتی اور یقیناً پختون کبھی بھی شیر شاہ کے حق میں کلمہ خیر کہتے۔ اگر وہ انہیں دریائے سندھ کے اس جانب شیر و شہد والے اس خطے میں لا بساتے۔ ویدک زمانہ سے پختونوں کی اپنے اس بنجر وطن سے برابر دلی لگاؤ رہا ہے۔ یہاں کے پہاڑ اور گہرے غار انہیں اتنے عزیز ہیں جیسے کہ اہل عرب کو اپنا ریگستان (قانون گو)۔ قانون گو کا یہ تبصرہ اس بات کی دلیل ہے کہ گجو خان کا فیصلہ درست اور بروقت تھا اور دونوں کیلئے بہتر تھا۔

(ا) پٹھانوں کا یہ دستور تھا کہ وہ کسی بھی غیر شخص کو اپنی حدود سلطنت میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دیتے۔ اور اس عمل کو پردہ کہتے۔ افغانوں کے مطابق اُن کا علاقہ دلہن کی طرح ہوتا ہے اور دلہن کی پردہ داری لازمی ہے۔

قانون گو شیر شاہ کے پٹھان علاقوں میں عدم مداخلت کے بارے میں کہتا ہے۔ کہ شیر شاہ نے پٹھانوں کے علاقہ میں کوئی پیش قدمی کی پالیسی اختیار نہیں کی۔ شیر شاہ نے دریائے سندھ کے مغرب میں اپنی حکومت کی توسیع کی کوئی کوشش نہیں کی۔ انہوں نے وہاں کے قبائلوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیا تا کہ سرحد پر ایک فاضل ریاست کا وجود بنا رہے۔

(۱) شیر شاہ اور گجو خان کے تعلقات اس وقت سے قائم تھے۔ جب شیر شاہ بہار میں ایک پرگنہ کا حاکم تھا۔ دونوں کے درمیان اچھے تعلقات تھے جو خراب ہو گئے۔ دوسرا اختلاف اس بات پر جو اولف کیرو نے **دی پٹھان** میں اس طرح لکھا۔ ہیبت خان نیازی پنجاب کا گورنر تھا۔ اس کے ماتحت شیر شاہ نے اپنے بھتیجے مبارک خان کو جو ایک باندی کے بطن سے تھا۔ نیازی علاقہ کا حاکم مقرر کیا۔ نیازیوں کے دو قبیلے تھے۔ ایک عیسیٰ خیل اور دوسرہ سنبل خیل تھا۔ سنبل خیل کا سردار اللہ داد خان تھا۔ آپ کی ایک انتہائی حسین بیٹی تھی۔ جس کے چرچے زبان زد عام تھے۔ علاقے کے حاکم مبارک خان نے اس حسین دوشیزہ کو ایک نظر دیکھا۔ تو ان پر عاشق ہو گیا۔ لیکن انہیں یہ معلوم نہیں تھا کہ پٹھانوں میں نسلی افتخار کی کیا اہمیت ہے۔

انہوں نے ملک اللہ داد خان کے پاس رشتے (۲) کا پیغام بھیجا۔ اللہ داد خان کورنش بجا لایا اور انتہائی ادب سے جواب دیا کہ خان آپ تو حاکم ہیں۔ آپ کے حرم میں تو بہت اونچے گھرانوں کی بیبیاں ہونگی۔ اور خوبصورت باندیاں ہونگی۔ اس کے علاوہ خان کی پرورش ہندوستان میں ہوئی۔ آپ ذوق سلیم کے مالک ہیں۔ میری بیٹی پہاڑوں میں پلی بڑی ہے۔ اور وہ ایسی ہے جیسی کہ روہ کی عورتیں ہوتی ہیں۔ مختصر یہ کہ دونوں میں عدم مساوات اتنی نمایاں ہے کہ شادی کا تصور ممکن نہیں۔

---

(۱) دی پٹھان اولف کیرو، ریورٹی، سعادت نامہ، تواریخ افاغنہ، تذکرہ حلیم سوری۔

(۲) پٹھانوں کی ایک قدیمی دستور تھا کہ وہ اپنے قبیلے سے باہر کسی شخص کو رشتہ نہیں دیتے اور اپنی قوم میں بھی برابری کی حیثیت سے رشتے دیتے ہیں۔

(۱) مبارک خان اس جواب پر طیش میں آیا اور سنبل خیل قبیلہ کو مختلف طریقوں سے تنگ کرنا شروع کیا۔ تاکہ اللہ داد اپنی بیٹی کی شادی مجبور ہو کر ان کے ساتھ کردے۔ اس پر نیازی سرداروں کا ایک جرگہ مبارک خان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اس بات کا اعتراف کیا کہ ان سے پہلے نیازی اور سور قبائل کے آپس میں رشتے ہوئے ہیں۔ لیکن ان رشتوں میں برابری کا خیال رکھا گیا۔ یعنی آزاد کا رشتہ آزاد سے اور غلام کا رشتہ غلام سے ہوئی۔ ہمارے قبیلہ میں ایک دوشیزہ باندی کے پیٹ سے موجود ہے۔ اگر آپ چاہیں تو ان سے شادی کر سکتے ہو۔ لیکن پورے خیل کو تنگ نہ کرو۔ اللہ داد خان آزاد ہے جان پر کھیل جائیگا۔ لیکن آپ کو اپنی بیٹی کا رشتہ نہیں دے گا۔ ان باتوں پر مبارک خان کو مزید طیش آیا۔ اور اگلے روز سنبل خیل کے ایک گاؤں کو لوٹ لیا اور گاؤں سے ایک باندی اٹھا کر لے گیا۔

اس پر پورے خیل کا جرگہ آپ کے پاس گیا۔ اور مبارک خان کو کہا کہ جیسی آپ کو اپنی عزت پیاری ہے۔ اس طرح ہمیں بھی اپنی عزت عزیز ہے۔ جرگہ نے اُس وقت تک ادب کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا اور درخواست کی کہ لڑکی کو واپس کردیں۔ لیکن انہیں جب کورا جواب ملا تو وہ بھی اپنے دل کی بات زبان پر لے آئے اور کہا۔ کہ آپ ہندوستان میں پیدا ہوئے ہیں۔ اور افغانوں کے طور طریقوں واقف نہیں۔ اب تک کسی بگلے نے اتنی جرأت نہیں کی کہ شہباز کو ستائے۔ ہم تیرے چچا شیر شاہ کے خیال سے اب تک تم کنیز زادے کا احترام کرتے رہے۔ ہمیں اپنے حال پر چھوڑ دو اور ظلم سے باز آجاؤ۔ اور اس لڑکی کو واپس کرو۔ مبارک خان نے غصہ میں آکر کہا کہ تم اپنی عزت کی ڈینگیں مارتے ہو۔

---

(۱) تذکرہ حلیم سوری کے مطابق مبارک خان ایک بدکردار نوجوان تھا۔ اور شیر شاہ کو اُن کی کرتوتوں کا علم تھا۔ مبارک خان پر دہلی میں بھی ایک عورت کے ساتھ زیادتی کا الزام لگا تھا۔ لیکن وہ معاملہ عدالت تک نہیں پہنچا۔

میں اپنا عزت اس میں سمجھتا ہوں۔ کہ میرا گھر لونڈیوں سے بھرا رہے۔ میں نہ تو اس لڑکی کو واپس کرونگا۔ بلکہ اللہ داد کی بیٹی کو بھی اٹھالاؤ نگا۔ اس پر ملکوں نے کہا کہ اگر تمہیں جان پیاری ہے۔ تو ہماری خواتین کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتے۔ اس پر مبارک خان نے نوکروں سے ملکوں کو باہر نکالنے کا حکم دے دیا۔ قبائلی قاعدہ کے مطابق اپنا اسلحہ باہر چھوڑ آئے تھے۔ لیکن وہ طیش میں آکر ان پر ٹوٹ پڑے اور نوکروں سمیت مبارک خان کو قتل کر دیا۔ جب شیر شاہ کو یہ خبر ملی تو انھوں نے گورنر پنجاب ہیبت خان نیازی کو کہا کہ ان لوگوں کو سخت سزا دیں۔ تا کہ آئندہ کوئی ایسی حرکت نہ کرے۔ کیونکہ سور قبیلہ اتنا بڑا نہیں ہے کہ لوگ اسے مارتے پھریں سنبل خیل وہاں سے بھاگ کر قریب (۱) پہاڑیوں جو گجوخان کی حدود سلطنت میں تھے جا کر چھپ گئے۔

چونکہ (۲) ہیبت خان نیازی ان لوگوں کے پیچھے اس علاقے میں جا نہیں سکتے۔ تو انہوں نے انتہائی فریب سے کام لیا اور سنبل خیل کو پیغام بھیج دیا۔ کہ آپ لوگوں نے جو کچھ کیا مجبوری کے عالم میں کیا۔ آپ واپس آئیں معافی مانگیں میں شیر شاہ کو ساری اصل صورتحال بتا کر صلح صفائی کر دونگا۔ چونکہ ہیبت خان نیازی بھی اسی قبیلہ کا آدمی تھا۔ لہٰذا قبیلہ کے لوگوں نے آپ پر اعتماد کیا اور واپس آگے جونہی یہ قبیلہ گجوخان کی حدود سلطنت سے باہر آیا۔ ہیبت خان نیازی نے ان لوگوں کو قتل عام شروع کیا اور 900 (۳) مردوں کو قتل کر کے خواتین اور بچوں کو گرفتار کر کے شیر شاہ سوری کے پاس روانہ کر دیا۔

(۱) پنڈی گھیپ کی پہاڑی جو ریاست یوسف زئی کے حدود سلطنت میں تھا۔

(۲) گورنر پنجاب ہیبت خان نیازی، لقب اعظم ہمایون، جو کہ شیر شاہ کی انتہائی وفادار ساتھیوں میں سے تھا۔ جو شیر شاہ کے وفات پر شیر شاہ کے بیٹے سلیم شاہ کے ہاتھوں عبرتناک انجام سے دوچار ہوا۔

(۳) بدایونی نے منتخب التواریخ میں یہ تعداد 2000 بتائی ہے۔

جس پر شیر شاہ نے سخت ناراضگی کا اظہار کیا اور کہا کہ آپ نے اپنے قوم پر اتنا بڑا ظلم کیوں کیا۔ گجوخان نے شیر شاہ سوری کو ہیبت خان کے خلاف سخت کاروائی کرنے کی درخواست کی۔ اور کہا کہ انہوں نے 900 پختونوں کو قتل کیا اور ان کی خواتین کی بے حرمتی کی ایک کنیز زادے کے قتل کی اتنی بڑی سزا پختونوں کو اس انداز میں کیوں دی گئی۔ اپنے قوم کے ساتھ آپ نے انصاف کیوں نہیں کیا۔ اسی طرح تو کسی مغل نے بھی پختونوں کے ساتھ نہیں کیا۔ آپ نے غیرت، اخلاق اور انصاف تینوں کو نظر انداز کر دیا۔ شیر شاہ ہیبت خان کے اس عمل پر ناراض ضرور تھا۔ لیکن گجوخان کے احتجاج پر ناراض ہوا اور کہا کہ ہیبت خان نے تو ان لوگوں کو پیچھا آپ کی حدود سلطنت میں نہیں کیا۔ پھر یہ لوگ بھی آپ کے قوم کے نہیں تھے۔ بلکہ ہیبت خان کے اپنی قوم تھی۔ لہٰذا آپ کو اس انداز میں احتجاج اور ہیبت خان کو گورنری سے ہٹانے کا مطالبہ زیب نہیں دیتا۔ (۱)

اس خط و کتابت کے بعد گجوخان اور شیر شاہ کے تعلقات مزید خراب ہو گئے۔ چند ہی مہینوں (۲) بعد شیر شاہ کالنجر میں ایک محاصرہ کے دوران بارود پھٹنے سے ہلاک ہو گیا۔

---

(۱) سعادت نامہ، تذکرہ حلیم سوری، تنبیہ الغافلین، عباسی قلمی نسخہ ص 327۔

(۲) دس ربیع الاول 952ھ بمطابق 22 مئی 1545 بروز شنبہ کو شیر شاہ کے کالنجر کے طویل محاصرے کے بعد آخری اور فیصلہ کن حملے کا حکم دیا اسی روز شیر شاہ نے ایک نئی ایجاد کردہ اسلحہ (حقہ) گرنیڈ کی استعمال کی۔ ایک گرنیڈ قلعے کی فصیل سے ٹکرا کر واپس آ کر گرینڈوں (حقوں) کے ڈھیر پر گر گیا۔ جس سے تمام حقوں میں آگ بڑھک اُٹھی اور زوردار دھماکہ ہوا۔ شیخ خلیل، شیخ نظام اور دوسرے دانش منداور دوسرے سپاہی بچ گئے۔ لیکن شیر شاہ آگ کی لپٹوں میں گر گیا اور شدید زخمی ہوا۔ اُنہیں خیمے میں منتقل کیا گیا۔ جہاں اُنہوں نے عیسیٰ خان کو بلایا اور انہیں حکم دیا کہ اُس کی زندگی میں ہی قلعہ پر قبضہ ہو جانا چاہئے۔ افغان قلعے پر ٹوٹ پڑے اور قلعے کو فتح کیا۔ اور شیر شاہ کو خوشخبری سنادی۔ شیر شاہ نے اللہ کا شکر ادا کیا اور اُسی وقت جان دے دی۔ (عباسی قلمی نسخہ 238)

ہیبت خان نیازی کے انجام پر خان گجو کے آنسو

شیر شاہ سوری کی خوشنودی کی خاطر اپنی قوم کی 900(۱) جوانوں کو قتل کرنے اور ان کے اہل و عیال کو قیدیوں کی حیثیت سے شیر شاہ کے دربار میں بھیجنے والے گورنر پنجاب ہیبت خان نیازی المعروف اعظم ہمایون کی شیر شاہ کی وفات پر عبرتناک انجام۔ جس نے گجو خان کو آنسو بہانے پر مجبور کر دیا۔

(۲) ہیبت خان نیازی واقعی وہ شخصیت تھی جس نے شیر شاہ کے ساتھ وفاداری کی انتہاہ کر دی اور یہ حقیقت ہے کہ شیر خان سے شیر شاہ بنانے میں ہیبت خان، خواص خان، قطب خان، شجاعت خان، شہباز خان، جلال خان اور عیسیٰ خان کی کردار نا قابل فراموش تھا۔ شیر شاہ ان لوگوں کو انتہائی قدر کی نگاہ سے دیکھتے ان کو کیا بلکہ تمام افغان سرداروں سے پیار کرتا تھا۔ جہاں سے بھی کوئی افغان شیر شاہ کے دربار پہنچتا اس کی قسمت کھل جاتی۔ لیکن افسوس شیر شاہ کے نالائق مغرور اور بداخلاق جانشین سلیم شاہ ان وفاداروں کا اس طرح کا دشمن ہوا کہ چن چن کر تمام وفاداروں کو قتل کر دیا۔ ان باعزت سرداروں کی تذلیل کی۔ جو شیر شاہ اپنی سر آنکھوں پر بٹھاتے تھے۔ (۳) ان فقیروں کو بھی معاف نہیں کیا جس کے جوتے شیر شاہ سیدھے کرتے۔

---

(۱) منتخب التواریخ اور دیگر ہمعصر مورخین کے مطابق یہ تعداد 2000 تھی۔

(۲) ہیبت خان نیازی (اعظم ہمایون) ایک نامور اور طاقتور افغان سردار تھا۔ ان کے مقابلے کا سردار شیر شاہ سوری کے سرداروں میں کوئی بھی نہیں تھا۔ انتہائی دلیر، عقلمند اور خوش اخلاق جرنیل تھا۔ شیر شاہ کی فتوحات میں ہیبت خان نیازی کا برابر کی حصہ داری تھی۔ شیر شاہ انہیں صوبہ پنجاب کا صوبہ دار بنایا۔ ان کے دو بھائی شہباز خان اور سعید خان دونوں بھی نامور سردار تھے۔ اور شیر شاہ سوری کی خدمت میں حاضر رہتے (بدایونی)۔

(۳) ان فقیروں میں شیخ علائی اور ان کے مرشد بزرگ شیخ عبداللہ شامل ہیں۔ جنہوں نے سلیم شاہ کے آگے سلام کیلئے جھکنے سے انکار کیا۔ جس کی بناء پر انہیں وحشیانہ انداز میں قتل کر دیئے گئے (منتخب التواریخ)۔

جب سلیم شاہ نے افغان سرداروں (۱) کا قتل عام شروع کیا۔ جلال خان کو قتل کیا تو قطب خان بھاگ کر پنجاب کے گورنر ہیبت خان نیازی کے پاس آیا۔ سلیم شاہ کو جب قطب خان کے بارے میں اطلاع ملی تو انہوں نے گورنر پنجاب کو پیغام بھیجا کہ قطب خان کا ایک بازو کاٹ کر دربار بھیج دیا جائے اور انہیں قید کیا جائے۔ گورنر پنجاب جو قطب خان کے قریبی پرانے ساتھیوں میں سے ایک تھا اس نے قطب خان کو سلیم شاہ کے احکامات سے آگاہ کیا۔ قطب خان بہت دلگیر ہوا۔ اور بہت رویا اور گورنر پنجاب سے کہا کہ کیا تم اُس بازو کو کاٹ دو گے جو ہمیشہ شیر شاہی حکومت کیلئے دشمنوں کے خون سے تر رہا۔ کیا تم اِس بازو کو کاٹو گے ؟۔ جس بازو پر شیر شاہ فخر کرتا۔ خدا کیلئے مجھے جانے دیں میں خان گجو کے پاس جاؤنگا۔ باقی زندگی روہ کی زمین پر گوشہ نشینی میں گزارونگا۔ ہیبت خان نیازی نے کہا کہ نہیں اگر میں نے آپ کو چھوڑ دیا تو سلیم خان کا عتاب مجھ پر بھی نازل ہوگا۔ قطب خان نے کہا کہ ہیبت خان تم زیر عتاب ہو۔ لیکن پنجاب کی گورنری کی چمک میں وہ حقیقت آپ کو نظر نہیں آرہی ہے۔ یاد رکھو تم سلیم شاہ کیلئے مجھ سمیت تمام پرانے ساتھیوں کو قتل بھی کرو تو پھر بھی آپ کی گورنری چند دنوں کی ہے۔ ہیبت خان کو معلوم تھا کہ قطب خان جو کچھ کہتا ہے حقیقت ہے۔ لیکن انہوں نے قطب خان کے بازو کاٹنے کے احکامات جاری کیئے۔ قطب خان نے گورنر سے درخواست کی کہ چونکہ انہوں نے ایک باعزت زندگی گزاری ہے کوئی سپاہی میرا بازو کاٹ دے مناسب نہیں۔ لہٰذا تم میرے دیرینہ ساتھی ہو میرے دوست ہو۔ تم اپنے ہاتھ سے میرا بازو کاٹ دو۔

---

(۱) سلیم شاہ جب تخت ہندوستان پر جلوہ افروز ہوا تو اس کی نیت اچانک تبدیل ہوگئی۔ اور تمام افغان سرداروں کو اپنا حریف سمجھنے لگا اور انہیں راستے سے ہٹانے کا فیصلہ کیا۔ اور انتہائی مکاری اور ظالمانہ طریقے سے ان سرداروں کو قتل کرنے لگے۔ جلال خان کو چوگان کھیلنے کے بہانے اپنی خیمہ میں طلب کیا۔ جلال خان بڑی جمعیت والا پٹھان سردار تھا جیسے ہی سلیم شاہ کے خیمے میں داخل ہوا۔ سلیم شاہ نے جلال خان اور اسکے بھائی خداداد خان کو گرفتار کر کے قتل کر دیا۔ اپنے بھتیجے محمود خان کو بے دردی سے قتل کر دیا۔ کچھ سرداروں کو قلعہ کے اندر دیوار میں چنوا دیا گیا۔ کچھ کو بارود میں آگ لگا کر جلا دیئے گئے جن میں کمال خان کا قصہ بہت مشہور ہے (بدایونی) منتخب التواریخ عہد شیر شاہی

لیکن ہیبت خان نیازی نے کہا کہ میں ایسا نہیں کر سکتا۔ جب قطب خان کا بازو کاٹ دیا گیا اور کٹا ہوا بازو گورنر کے سامنے پیش کیں گئیں تو (۱) ہیبت خان نیازی زار قطار رونے لگا اور کہا کہ قطب خان کو میرے سامنے مت لانا۔ انہیں گوالیار روانہ کیا جائے۔ لیکن قطب خان کے مسلسل اصرار پر انہیں گورنر پنجاب کے سامنے پیش کیا گیا۔ گورنر ہیبت خان نیازی قطب خان کے پاؤں میں بیٹھ گیا اور کہا کہ قطب خان مجھے معاف کرنا۔ قطب خان نے کہا کہ میں نے تو آپ کو معاف کیا ہے۔ میں تو صرف اپنے قریبی دیرینہ دوست کو آخری بار دیکھنے کی خواہش پر آپ سے ملنے آیا ہوں۔ اور یہ بتانے آیا ہوں کہ میرے گوالیار پہنچنے سے پہلے آپ کے پاس دربار میں پیش ہونے کا بلاوا آئے گا لیکن دربار میں حاضر مت ہونا۔ میں نے بہت برا خواب دیکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے۔ جو کچھ قطب خان نے کہا تھا ایسا ہی ہوا۔ اگلے روز سلیم شاہ نے ہیبت خان نیازی اور شجاعت خان دربار طلب کیا۔ گورنر پنجاب ہیبت خان نیازی نے دربار میں حاضر ہونے سے انکار کیا۔ سلیم شاہ، ہیبت خان نیازی کو سبق سکھانے کیلئے دارالحکومت سے لشکر جرار لے کر لاہور کی جانب روانہ ہوئے۔ گورنر پنجاب ہیبت خان نیازی نے جنگی تیاری شروع کی۔ خواص خان بھی ایک زبردست لشکر لے کر پنجاب کے گورنر کی حمایت میں لاہور پہنچ گئے۔ پورے خطے میں خوف وہراس کی لہر دوڑ گئی۔ گھگڑ سردار آدم نے بھی لشکر جمع کیا اور گجو خان (۲) نے بھی لشکر جمع کرنے کیلئے پختونخوا میں منادی کرادی۔

---

(۱) تذکرہ حلیم سوری، قبیلہ یوسف زئی، بدایونی۔

(۲) گھگڑ سردار سلطان آدم خان نے گجو خان کو اطلاع دی کہ سلیم شاہ کے ارادے خطرناک ہیں۔ اگر اعظم ہمایون کو شکست ہوئی تو سلیم شاہ آب سندھ تک حرکت کر سکتا ہے۔

خان گجو کے حسن ابدال میں اجتماع

سلیم شاہ کی دہلی سے لاہور کی جانب پیش قدمی کی اطلاع ملتے ہی گجوخان نے لشکر جمع کر کے دریا عبور کی اور حسن ابدال کے مقام پر اجتماع کیا۔ ہزارہ کوہستان اور کاشغر کا لشکر جس میں کافر بھی شامل تھے۔ حسن ابادل پہنچ گئے ہراول دستوں نے مارگلہ میں خیمہ نصب کیا۔ گجوخان پہلی مرتبہ سوری حکمرانوں سے مقابلہ کرنے کی نیت سے میدان میں کھڑا تھا۔

سلیم شاہ نے لاہور پر حملہ کیا۔(۱) ہیبت خان نیازی کو برتری حاصل تھی۔ اور سلیم شاہ کی شکست یقینی تھی کہ اس دوران ہیبت خان اور خواص خان کے درمیان ہندوستان کے تخت پر بیٹھنے کی مسئلے پر اختلافات پیدا ہو گئے (۲)۔ خواص خان کی خواہش تھی کہ سلیم شاہ کے بھائی عادل شاہ کو تخت پر بٹایا جائے۔ جبکہ ہیبت خان نے کہا کہ ہندوستان کا تخت کسی کی وراثت نہیں۔

ایسے نالائق لوگ حکمرانی کے قابل نہیں۔ میں خود ہی تخت ہندوستان کا امیدوار ہوں۔ اس مسئلہ پر اختلافات اس قدر شدید ہو گئے کہ خواص خان عین موقع پر میدان جنگ سے نکل گیا۔ جس سے پنجاب کی فوج پر بہت برا اثر پڑا۔ جبکہ سلیم شاہ کی فوج کا مورال بلند ہو گیا۔ سلیم شاہ نے حملہ کیا۔ زبردست مقابلہ ہوا۔

لیکن ہیبت خان کی افواج کو شکست ہوئی۔ ہیبت خان شکست خوردہ افواج لے کر دھن کوٹ کی جانب پسپا ہونے لگا۔ سلیم شاہ نے تعاقب شروع کیا۔ اور روہتاس کی جانب بڑھنے لگا۔ گجوخان نے بھی

اقدام کیا اور مارگلہ پہنچ گیا۔ سلیم شاہ نے روہتاس تک ہیبت خان کا تعاقب کیا اور روہتاس سے واپس ہو کر دھلی روانہ ہوئے۔

گجو خان نے بھی واپسی کا فیصلہ کیا اور پنڈی گھیپ تک کے علاقوں میں ہراول دستے بھیج کر اپنی دھاک بٹھا دی۔

ہیبت خان نیازی اور سلیم شاہ کے دستوں کے درمیان آنکھ مچولی جاری رہی۔ لسبیلہ کے مقام پر دونوں لشکروں کا آمنا سامنا ہوا۔ ہیبت خان کو پھر شکست ہوئی اور ہیبت خان جانی و مالی نقصان اٹھا کر پسپا ہوا۔ ہیبت خان نیازی کے کئی خواتین اور بچے مال سمیت سوری لشکر کے قبضے میں آ گئے۔

---

(۱) منتخب التواریخ، بدایونی کے مطابق سلیم شاہ نے جب لاہور پر حملہ کرنے کیلئے پہنچا تو انہیں اپنے کئے پر سخت پشیمانی ہوئی۔ کیونکہ ہیبت خان نیازی اور خواص خان کے مشترکہ لشکر کے سامنے سلیم شاہ کی لشکر کی کوئی حیثیت نہیں تھی۔ اور انہیں اپنی شکست کا مکمل یقین ہو چکا تھا۔ لیکن قسمت نے ابھی تک اُس خونی سلیم شاہ کا ساتھ دینا تھا۔ لہٰذا بدقسمتی سے ہیبت خان اور خواص خان کے درمیان کرسی اقتدار پر اختلافات پیدا ہوئے اور فائدہ سلیم شاہ کو مل گیا۔

(۲) خواص خان جو کہ ایک بڑی جمعیت والے پٹھان سردار تھا۔ ایک عظیم بہادر، کشادہ دل شخص تھا۔ جس وقت وہ شیر شاہ کے ساتھ کالپی پہنچا تو وہاں کے حلوائیوں کو دو لاکھ روپیہ پیشگی دے کر کہ وہ رتھنبور کو ہمیشہ مصری بھیجتے رہے۔ اسی طرح بیانہ میں آم کے جتنے باغات تھے اُن سب کے دام اُس نے مالکوں کو اپنے پاس سے ادا کرتے ہوئے حکم دیا کہ امیروں اور غریبوں میں آم مفت تقسیم کیا کریں۔ اس عظیم انسان کو سلیم شاہ نے عہد و پیمان کر کے بلایا اور آتے ہی دھوکہ سے قتل کر کے ان کا سر کاٹ کر دہلی روانہ کیا جبکہ لاش کو سرستی بھیج دیا۔ (منتخب التواریخ)

ظالم سلیم شاہ نے پختون ولی، اخلاق اور روایت کو بالائے طاق رکھ کر ان باعزت (۱) افغان خواتین کی بے عزتی کی اور سب خواتین بچوں کو گوالیار کے قلعے میں قید کیا۔

ملا عبدالقادر بدایونی (منتخب التواریخ) میں کچھ اس طرح رقم طراز ہے۔

خواجہ اویس سٹروانی کو سلیم شاہ نے اعظم ہمایون کی سرکوبی کیلئے متعین کیا تھا۔ اس نے دھن کوٹ کی سرحد پر نیازیوں کے مقابلہ میں شکست کھائی اور اعظم ہمایون نے سرہند تک اس کا تعاقب کیا۔ سلیم شاہ نے ایک دوسرہ بھاری لشکر اس کے مقابلے پر روانہ کیا اور اس نے اعظم ہمایون کو شکست دے دیا۔ ان کی بعض عورتیں بھی شاہی لشکر کے ہاتھ آ گئیں۔ سلیم شاہ نے ان کو بے عزت کر کے گوالیار بھیج دیا۔ ہیبت بھی نیازیوں کے علم، سراپردہ اور دوسرہ اسباب ملا تھا۔ وہ سب سلیم شاہ نے (۲) رنڈیوں کو بخش دی۔ ان رنڈیوں کو نام بھی نیازی سرداروں کے دیئے۔ ان میں سے کسی کو اعظم ہمایون کسی کو سید خان کسی کو شہباز خان کا خطاب دیا۔ ان رنڈیوں کے دروازوں پر نوبت کے وقت نقارے بجتے تھے۔ یہ رنڈیاں جمعہ کی شب کو دربار میں دستور کے مطابق سلیم شاہ کو سلام کیلئے جایا کرتی تھیں۔ اس وقت نقیب بلند آواز میں سے کہتا تھا بادشاہ ہم نظر و دولت اعظم ہمایون خان نیازی شہباز خان نیازی، سعید خان نیازی دعا کیلئے حاضر ہے۔

---

(۱) بدایونی کے مطابق سلیم شاہ نے اعظم ہمایون کی خواتین کو انتہائی ذلیل کیا۔ ہندوں سپاہیوں کے ہاتھوں ان کی تذلیل کی گئی۔ ان باعزت خواتین کے سروں سے چادریں ہٹادی گئی اور بھری دربار میں ہندوں سپاہیوں خواجہ سراؤں اور مشہور رنڈیوں کے ہاتھوں اُن کی بے عزتی کی گئی۔

(۲) سلیم شاہ کے دربار میں ان تین رنڈیوں کا بہت بڑا مقام تھا۔ جنہیں نیازی سرداروں کے نام دیئے گئے تھے۔ ان رنڈیوں کے ہاتھوں افغان سرداروں کا دربار میں بے عزتی کی جاتی۔ (تذکرہ حلیم سوری)

ہیبت خان نیازی کا گجوخان سے پناہ کیلئے درخواست

ہیبت خان اعظم ہمایون گھگڑوں کے علاقے میں موجود رہا۔لیکن ان کی طاقت تقریباً ختم ہوچکی تھی۔ جبکہ سلیم شاہ کے خصوصی دستے اعظم ہمایون کی تلاش میں تھے۔لہٰذا انہوں نے کشمیر کی جانب رُخ کیا۔وہاں سے انہوں نے سعید خان کو خان گجو کے پاس پناہ کی (۱) درخواست دے کر بھیج دیا۔گجوخان نے فوراً ہی اس کی درخواست منظور کی اور اعظم ہمایون کو اہل وعیال سمیت آنے کی دعوت دی۔جب سعید خان واپس کشمیر پہنچا۔اور اعظم ہمایون کو گجوخان کا پیغام پہنچایا تو وہ بہت خوش ہوا اور فوراً ہی اہل وعیال سمیت روانہ ہوئے۔کشمیریوں کو اس بارے میں جب خبر ملی تو اس نے تنگ گھاٹیوں میں اعظم ہمایون (۲) کا راستہ روک لیا اور ان پر حملہ کر دیا۔مقابلہ ہوا اور نیازی سردار اور جوان ایک ایک کر کے شہید ہوئے۔اعظم ہمایون کی بیوی اور والدہ اور دیگر نیازی خواتین اپنے ننگ و ناموس کو بچانے کیلئے لڑ کر مر گئیں۔اور ان میں سے ایک بھی زندہ نہ بچا۔(منتخب التواریخ)

---

(۱) قبیلہ یوسف زئی مصنف میر غازی خان وزیر اعظم روہیلکنڈ،تذکرہ حلیم سوری۔

(۲) اعظم ہمایون کو جب سعید خان نے خان گجو کے جواب سے آگاہ کیا تو وہ فوری طور پر بیوی بچوں سمیت کشمیر سے ہزارہ کی جانب روانہ ہوا۔سلیم شاہ کو جب خبر ہوئی تو انہوں نے کشمیریوں کو پیغام بھیجا اور لالچ دی کہ اعظم ہمایون اور ان کے بھائیوں کو قتل کریں۔کشمیریوں نے دھوکہ سے انہیں گیر کر قتل کر دئے۔اور تینوں نے سر قلم کر کے سلیم شاہ کے پاس روانہ کر دئے۔ (منتخب التواریخ)

گجوخان کا نیازیوں کے انجام پر زار و قطار رونا

(۱) جب اعظم ہمایون کی عبرتناک اور افسوسناک انجام کی خبر خان گجو کو ہوئی۔ جو ایک خصوصی دستہ ان لوگوں کی استقبال کیلئے دریائے سندھ پار بھیج چکا تھا۔ انتہائی دلگیر ہوا اور زار و قطار رونے لگا۔ جب انہیں بتایا گیا۔ کہ اعظم ہمایون نے بھی تو ہزاروں افغانوں کو قتل کر کے ان کے اہل وعیال قید کر کے شیر شاہ کے دربار بھیج دئے تھے۔ تو خان گجو نے کہا کہ ان افغانوں پر بھی میرا دل خون کی آنسو رو چکا ہے۔ لیکن اعظم ہمایون تو ایک نامور، بہادر اور وفادار افغان تھا۔ اس کی اور ان کی اہل وعیال کی شہادت پر میں کیسے ماتم نہ کروں۔ آخر وہ میرا اپنا خون تھا۔ وہ میرا احترام کرتا تھا۔ کبھی بھی غلطی سے بھی میرے حدود ریاست میں مداخلت نہیں کی۔ جب میں نے اس کے خلاف شیر شاہ (۲) کو پیغام بھیجا تو اعظم ہمایون نے کئی بار معافی کی پیغام بھیجے۔ اپنے کیئے پر پشیماں تھا۔ وہ مجھے اپنا بزرگ اور سردار سمجھتا بہت قابل انسان تھا۔ اور اسلام شاہ (سلیم شاہ) تخت پر بیٹھ گیا۔

---

(۱) تذکرہ حلیم سوری، گھگڑ اور افغان، قبیلہ یوسف زئی۔

(۲) سنبل خیل کی 900 افراد کی قتل پر جب خان گجو نے شیر شاہ سے ہیبت خان نیازی کے خلاف کاروائی کا مطالبہ کیا۔ تو اعظم ہمایون نے خان گجو سے کئی بار معافی طلب کی اور اپنے کئے پر پشیمانی کا اظہار کیا۔ تذکرہ حلیم سوری کے مطابق اعظم ہمایون نے اپنے بھائیوں سعید خان اور شہباز خان کو بھی گجوخان کو راضی کرنے کیلئے خضر و بھیجے تھے۔ قبیلہ یوسف زئی کے مصنف میر غازنی خان کے مطابق اعظم ہمایون گجوخان کو اپنا بزرگ اور پیر سمجھتا تھا۔ میر غازی خان وزیر اعظم روہیلکنڈ کے مطابق جب سلیم شاہ نے گجوخان کو دربار طلب کیا۔ تو اعظم ہمایون نے گجوخان کو دربار میں حاضر نہ ہونے کا اشارہ دیا تھا۔ تنبیہ الغافلین کے مطابق گجوخان کو جب اعظم ہمایون اور ان کی اہل وعیال کی شہادت کی خبر ملی تو بہت غمگین ہوا اور سلیم شاہ کے حق میں بددعا دی۔

(اسلام شاہ اور گجو خان کے تعلقات)

اسلام شاہ انتہائی مغرور شخص تھا۔ پختونوں کے مشران سے سخت متنفر تھا اور اکثر افغان سرداروں کو قتل کیا۔ کئی کو جیل میں ڈال دیا۔ پختون سرداروں سے اپنی جوتوں کو سلامی کرواتا تھا۔ گجو خان مبارک باد کے لئے ان کے پاس نہیں گئے اور نہ ہی کوئی پیغام بھیجا۔ کچھ ہی عرصہ بعد اسلام شاہ نے گجو خان کو اپنے دربار میں طلب کیا۔

(۱) گجو خان کو یہ بات بہت ناگوار گزری اور انتہائی سخت الفاظ میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ کہ آپ کو کسی دوسرے ملک کے حکمران سے بات کرنے کا سلیقہ معلوم نہیں۔ کیا آپ کو شیر شاہ نے یہ نہیں بتایا کہ گجو خان ایک آزاد اور خود مختار ملک کا بادشاہ ہے۔ اگر آپ کو گجو خان سے ملنے کا اتنا ہی اشتیاق ہے۔ تو اپنا لشکر لے کر میرے حدود سلطنت کی طرف بڑھتے۔ گجو خان آپ کا استقبال کرتا۔ اسلام شاہ نے گجو خان کے اس غضبناک جواب کے جواب میں فریب سے کام لیتے ہوئے۔ قاصد کے ہاتھ دوسرا پیغام بھیجا۔ کہ آپ کو میرے پہلے پیغام کی وجہ سے تکلیف ہوئی ہو تو۔ معافی کا خواستگار ہوں۔ لیکن میرا ہرگز یہ مطلب نہیں تھا۔ بلکہ میرا مطلب یہ تھا کہ آپ ایک پختون سردار ہیں۔ میرے والد کے دوست تھے۔ میں نے تو آپ کو مشورے کیلئے طلب کیا تھا۔ مجھے اس وقت آپ کے مشوروں کی ضرورت ہے۔

جواب میں گجو خان نے پیغام بھیجا کہ آپ کے پاس آپ کے والد کے جو بھی دوست (۲) اور مشورہ کرنے والے تھے وہ تو آپ نے یا قتل کیئے یا جیلوں میں ڈال دیئے۔

---

(۱) تنبیہ الغافلین، سعادت نامہ، تذکرہ حلیم سوری، قبیلہ یوسف زئی، بدایونی، قلمی نسخہ 397، رینٹنگ 1-479۔ جلال خان ابن شیر شاہ کو اسلام شاہ کے نام سے کالنجر میں 15 ربیع الاول 952ھ بروز جمعرات تخت پر بٹھا دیا گیا۔

(۲) سلیم شاہ نے اپنے والد کے تمام وفادار ساتھیوں کو قتل کیا۔ ان میں جلال خان، قطب خان، خواص خان، قطلوں خان، اعظم ہمایون، سعید خان نیازی، شہباز خان نیازی شامل ہیں۔

آپ کوتو میں پختون بھی نہیں سمجھتا اور ایک بات یاد رکھو گجوخان کسی دربار میں جا کر سجدہ کرنے کا عادی نہیں۔ اپنے حد میں رہو یہی آپ کے حق میں بہتر ہوگا۔ اس کے بعد (۱) اسلام شاہ اور گجوخان کے درمیان کوئی سفارت نہیں ہوئی اور نہ ہی ایک دوسرے کے حدود سلطنت میں مداخلت کی۔

---

(۱) خان گجو اور سلیم شاہ کے تعلقات شروع دن ہی سے خراب تھے۔ جب سلیم شاہ نے شیر شاہ کے وفادار ساتھیوں کو قتل اور قید کیا تو گجوخان کی نفرت میں مزید اضافہ ہوا۔ جب سلیم شاہ پنجاب کے گورنر ہیبت خان نیازی کے خلاف لشکر لے کر دہلی سے روانہ ہوا تو گجوخان بھی لاکھوں کا لشکر لے کر مارگلہ تک گیا۔ لیکن سلیم شاہ روہتاس ہی سے واپس ہوا۔ جو ان کی مملکت کی سرحد تھی۔ اگر سلیم شاہ مزید آگے بڑھتا تو خان گجو ٹکراؤ کیلئے بالکل تیار کھڑا تھا۔ (تذکرہ حلیم سوری)

☆☆☆☆☆☆☆

1553ء پشاور پر همایون کا حمله

(ا) شیر شاہ سوری کے وفات اور سوری حکمرانوں کی نااہلی کی بدولت مغل شہنشاہ ہمایون نے دہلی کا تخت واپس افغانوں سے لینے کیلئے ایران سے آکر کابل پر قبضہ کرلیا۔ اور کابل کے حکمران مرزا کامران (جوان کے بھائی تھے) کو گرفتار کر کے ان کی آنکھوں میں سلائی پھیر دی۔ ہمایون نے ہندوستان پر حملہ کرنے کی نیت سے آگے بڑھ کر پشاور پر قبضہ کر کے اپنے سپہ سالار سکندر ازبک کو پشاور کا نگران مقرر کر کے خود واپس کابل روانہ ہوگیا۔ ازبک جرنل نے قلعہ بالا حصار کی تعمیر و مرمت کی۔ گجوخان (جو اس وقت صوابی کے علاقہ منارا میں تھے) فوراً کلپانی (مردان) پہنچ گئے اور کلپانی میں لشکر جمع کر کے انتہائی تیز رفتاری سے لاکھوں لشکریوں سمیت حملہ آور ہوا۔ مغل جرنل نے معمولی مذاحمت کے بعد قلعہ بالا حصار میں خود کو محصور کیا۔ گجوخان نے قلعہ بالا حصار کا محاصرہ کیا۔ لیکن بھاری توپ خانہ نہ ہونے کی باعث قلعہ بالا حصار کو نہیں توڑ سکا۔ کئی ہفتوں تک یہ محاصرہ جاری رہا۔ گجوخان کے دستے روزانہ قلعے پر حملہ کرتے لیکن ناکام ہوتے۔ ازبک جرنل سکندر نے ہمایوں کو صورتحال سے آگاہ کیا۔ جو اس وقت قریب ہی تھا۔ لیکن انہوں نے گجوخان کا سامنا کرنے سے معذرت کی۔ اور اپنے محصور فوج کو گجوخان کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا۔ مگر جرنیل سکندر نے گجوخان کے ساتھ مذاکرات کا آغاز کیا۔ اور پیشکش کی کہ آپ ہماری حمایت کریں اور ہمایوں کو اپنے علاقے سے گزار کر دریائے سندھ پار کروادیں۔

(ا) دی پٹھان، تواریخ افاغنہ، سعادت نامہ، تذکرہ، الفنسٹن، تمام مورخین 1553 کے گجوخان کی مہم کی تصدیق کرتا ہے۔ مغل مورخین نے گجوخان کے اس عمل کو ناپسند کیا۔ اکبر اکثر و بیشتر اس واقعہ پر ناراضگی کا اظہار کیا کرتا تھا۔

ہم آپ کے حکومت کو بھی تسلیم کریں گے اور کابل کو بھی آپ کے حوالے کریں گے۔اس شرط پر کہ آپ ہمارے پیچھے آنے والے دشمنوں کو روکیں گے۔اس کے علاوہ ہم آپ کو مزید مراعات بھی دینگے۔اور ایسا نہیں کر سکتے ہو۔تو مجھے باعزت طریقے سے قلعہ سے باہر آنے دو۔میں واپس کابل چلا جاؤنگا اور تاوان جنگ بھی ادا کرونگا۔

اس پیشکش پر گجوخان نے مجلس مشاورت طلب کی اور ان کے سامنے سکندر کی یہ پیشکش رکھ دی۔پختون قائدین بہت خوش ہوئے اور گجوخان کو مشورہ دیا کہ ہمایون کو ہم راستہ دینگے۔اس میں کوئی برائی نہیں۔وہ ہمارے ملک سے گزر کر جائے گا تو ہمیں کوئی نقصان نہیں ہوگا۔بلکہ ہمیں فائدہ ہوگا اور ہمایون ہمارے اس احسان کے بوجھ کے نیچے ہمیشہ دبا رہیگا۔گجوخان نے بڑے غور سے تمام مشران کی باتیں سنی اور کہا کہ دنیا میں انسان ہر کام فائدے کے لئے نہیں کرتا کچھ کام ایسے بھی ہوتے ہیں۔جس میں وقتی نقصان تو ہوتا ہے۔لیکن تاریخ میں انہیں بڑا نفع دیتا ہے۔کیا آپ کو راجہ جے پال کے بیٹے انند پال کا وہ جواب یاد نہیں۔جو انہوں نے محمود غزنوی کو دیا تھا۔وہ بھی ہمارے طرح اس علاقے کا حکمران تھا۔لیکن راجپوت تھا۔ہم تو افغان ہیں۔تاریخ ہمیں انند پال کے مقابلے میں ذلیل اور بے غیرت بنا کر کھڑا کردیگی۔

---

(۱) سکندر راز بک نے یہ پیشکش خلیل سردار سعید خان کے ذریعے کی تھی۔قبیلہ یوسف زئی عوریا خیل کی خواہش تھی کہ گجوخان ہمایون سے سمجھوتہ کرے۔

انندپال کی کہانی:

(۱) یہ کہانی کچھ اس طرح تھی کہ انند پال جو کہ راجہ جے پال کا بیٹا تھا۔ موجودہ پختونخواہ کا حکمران تھا۔ صوابی کے قریب لاہور اس کا دارالخلافہ تھا۔ راجہ جے پال کو جب کوہاٹ کے قریب محمود غزنوی نے شکست دی۔ تو انہوں نے واپس دارالخلافہ آ کر ہنڈ کے مقام پر دریائے سندھ کے کنارے خود کو آگ لگا کر ختم کر دیا۔ اور حکومت انند پال کے حوالہ کی۔ اس زمانے میں ملتان پر افغانوں کی حکومت تھی اور شیخ حمید سوری کا نواسہ داؤد حکمران تھا۔ محمود غزنوی نے اس وقت بھیرا میں قائم راجپوت حکمران پر حملہ کیا۔ اور انہیں باجگزار بنایا۔ ملتان کی حکومت اب محمود غزنوی کے آنکھوں میں کانٹے کی طرح کھٹک رہی تھی۔ اور وہ ہر حال میں اس ملک پر قبضہ کرنا چاہتا تھا۔ لیکن چونکہ ملتان کے حکمرانوں اور محمود غزنوی کے والد کے درمیان ایک معاہدہ ہوا تھا۔ اس لیے محمود غزنوی اس معاہدے کے خلاف ورزی کے بغیر افغانوں پر حملہ نہیں کر سکتا۔ لہٰذا انہوں نے ملتان کے حکمران داؤد پر قرامطی اور ملحد ہونے کا الزام لگایا۔ حالانکہ نہ وہ ملحد تھا اور نہ قرامطی تھا۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے اپنے ایک پشتو نظم میں کیا تھا۔ جو پٹہ خزانہ میں موجود ہے۔ تاہم محمود غزنوی نے ملتان پر حملہ کرنے کا فیصلہ کیا اور غزنی سے لشکر جرار لے کر پشاور کے راستے ہنڈ سے گزر کر ملتان جانے کی خواہش کی۔ کیونکہ سیدھے راستے سے ملتان جاتے تو داؤد کو خبر ہو جاتی۔ لہٰذا انہوں نے راجہ انند پال کے سلطنت سے گزر کر ملتان پر حملہ کرنے کا منصوبہ بنایا۔ محمود غزنوی نے راجہ انند پال کو پیغام بھیجا کہ میں آپ کے حدود سلطنت سے گزر کر ملتان پر حملہ کرنا چاہتا ہوں۔

---

(۱) 399 ہجری انند پال کی اس کہانی کو ہندوں مورخین اور مسلم مورخین نے اپنے اپنے طرز سے ذکر کیا۔ ہندو مورخین انند پال کے اس عمل کو ناپسند کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے بلاکسی جواز اپنے لئے مصیبت کھڑی کر دی۔ جب کہ مسلمان مورخین نے بھی انند پال کے اس عمل کو بے وقوفی سے تعبیر کیا۔ لیکن گجو خان اور افغان مورخین نے انند پال کی غیرت کو سلام کیا ہے۔ تاریخ فرشتہ، زین الاخبار، تاریخ خدو خیل، تنبیہ الغافلین، بت شکن (سر سمت راجہ)

(۱)انند پال جو دو دفعہ محمود غزنوی سے شکست کھا چکا تھا۔محمود غزنوی کے مقابلے میں بہت کمزور تھا۔لیکن انہوں نے ایک تاریخی جواب دیا۔جو قیامت تک تاریخ کا حصہ بنا رہے گا۔اور راجہ انند پال کی غیرت اور اصول کو زندہ رکھے گا۔انہوں نے محمود غزنوی کو لکھا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ ایک طاقتور بادشاہ ہیں۔مجھے اور میرے باپ کو دو بار شکست دے چکے ہیں۔لیکن آپ کی اس خواہش نے ہمیں پھر امتحان میں ڈال دیا۔پہلی بار جب آپ آتے تھے تو میرے ملک کو مجھ سے چھیننا چاہتے تھے۔لیکن اس بار جب آپ آئے ہو مجھ سے میری عزت اور غیرت چھیننا چاہتے ہو۔ملتان کے حکمران داؤد میرا ہم مذہب نہیں اور نہ ہی میرا اتحادی ہے۔صرف پڑوسی ہے۔وہ آپ کا ہم مذہب بھی ہے اور ایک معاہدے کے رو سے اتحادی بھی۔اب میں کیسے اپنے پڑوسی پر یہ ظلم کروں کہ اپنے علاقے سے ان کے دشمنوں کو گزار کر بے خبری کی حالت میں انہیں تباہ کروں۔ایک پڑوسی ہونے کے ناطے میری غیرت یہ گوارہ نہیں کر سکتی۔اگر آپ زبردستی گزرنا چاہتے ہو تو مجھ سمیت ہزاروں راجپوت جوانوں کی لاشوں سے گزر کر چلے جاؤ۔کیونکہ مجھے معلوم ہے میرے پاس آپ کے عظیم لشکر جرار کو روکنے کی طاقت نہیں۔پھر اسی طرح ہوا محمود غزنوی نے حملہ کیا۔انند پال نے زبردست مزاحمت کی۔لیکن محمود غزنوی کے ٹڈی دل لشکر کے سامنے خس و خشاک کی طرح بہہ گئے۔انند پال کی حکومت پر محمود غزنوی نے قبضہ کیا۔راجپوتوں کے آخری ہندوشاہی حکمران کا خاتمہ ہوا۔لیکن انہوں نے غیرت اور اصولوں پر سودا بازی نہیں کی۔گجوخان نے جب یہ قصہ سنایا۔تو تمام پختون قائدین شرمندہ ہوئے ملک بارا خان نے کہا کہ خان ہم کم علم لوگ ہے۔آپ نے ہماری آنکھیں کھول دیں۔جو فیصلہ آپ کا ہو گا وہی پوری قوم کا فیصلہ ہو گا۔

---

(۱) انند پال نے اُس وقت تک دو دفعہ محمود سے شکست کھائی تھی۔لیکن اُن میں سے پہلی جنگ آپ کے والد راجہ جے پال کی قیادت میں لڑی گئی تھی۔جس میں شکست کے بعد راجہ جے پال نے وائے ہند قلع کے عقب میں خود کو جلایا تھا۔

گجو خان نے سکندر کو واضح طور پر بتایا کہ ہم آپ لوگوں کو راستہ نہیں دے سکتے۔ کیونکہ آپ کا دشمن ہمارا پڑوسی بھی ہے اور پختون بھی۔ ہم تاریخ میں خود کو شرمندہ نہیں کر سکتے۔ گو کہ ہمارے تعلقات ان لوگوں سے اچھے نہیں ہیں۔ البتہ آپ کو ہم مشروط طور پر واپسی کا راستہ دینے کو تیار ہیں۔ جس پر سکندر نے تاوان جنگ ادا کر کے معافی طلب کی۔ اور قلعہ بالا حصار سے باحفاظت نکل کر کابل کی جانب روانہ ہوئے۔ ہمایون راستے میں ان سے مل کر بنگش کے راستے سے جو انتہائی خراب حالت میں تھا۔ چل کر ہندوستان پہنچ گیا اور اپنا کھویا ہوا تخت واپس حاصل کیا۔ تاریخ میں گجو خان کے اس مہم کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ مغل حکمران گجو خان کی اس حرکت پر اورنگزیب کے زمانے تک ناراض تھے۔ اکبر اکثر و بیشتر اپنے والد کے ساتھ اس سلوک پر افسوس کا اظہار کرتا اور اس حرکت کی یوسف زئی قبیلہ کو کئی بار سزا ملی (۱)۔

گجو خان نے اس کامیاب مہم کے بعد واپس ہو کر کچھ عرصہ آرام کیا اور پھر ایک لشکر جرار لے کر دریائے سندھ عبور کر کے جہلم تک پہنچا اور مغلوں کو پیغام دیا کہ وہ گجو خان کے حدود سلطنت کا احترام کریں اس مہم کے دوران آپ نے اپنے زیر قبضہ پنجاب کا مکمل دورا کیا واپسی پر چھچھ ہزارہ اور کوہستان کی خبر گیری کی۔

---

(۱) گجو خان کے اس فیصلے کو روہیلکنڈ کے والی حافظ رحمت خان نے زبردست خراج تحسین پیش کیا ہے۔ "قبیلہ یوسف زئی" کے مصنف وزیر اعظم روہیلکنڈ میر غازی خان نے بھی اپنی تصنیف میں گجو خان کے اس فیصلے کو تاریخ کے بہترین فیصلوں میں سے شمار کیا ہے۔

گجوخان کے اصلاحات

گجوخان ایک قابل حکمران اور بہادر جرنیل تھا۔آپ کے دور حکومت میں پختون بہت خوشحال وآباد ہوگئے اس کی مثال اس پشتون ٹپہ سے ملتی ہے۔

"چه گجو خان دَ قوم بادشاه وو "

دَ پختنو په حُجرو بل وو مثالونه

ترجمہ: (جب گجوخان حکمران تھے تو پختونوں کے حجروں پر مشعل روشن رہتے تھے)

تواریخ افاغنہ کے مصنف خواجو لکھتا ہے کہ جب گجوخان قوم کا سردار بن گیا تو پختونوں کی حالت بہت بہتر ہوگئی۔ ملک احمد خان کے زمانے سے زیادہ ملک وسیع ہوگیا۔ ہر کسی کے پاس بہترین اسلحہ اور بہترین سامان تھا۔ جو بادشاہوں کے شایان شان ہوتا ہے"

گجوخان نے جنگی مہمات کے ساتھ ساتھ ملک کی ترقیاتی اور تعمیراتی کاموں کا جال بچھایا۔ ہنڈ سے لے کر ہندو راج باجوڑ(۱) تک جرنیلی سڑک تعمیر کی۔ بہت سے مدارس تعمیر کیئے۔ جس کی تعداد سینکڑوں میں تھی۔ ہر بڑے قصبہ اور گاؤں میں مدارس تعمیر کیئے۔ سڑکوں کے کنارے، کنویں اور سایہ دار درخت اور مختلف مقامات پر چوکیاں تعمیر کیں۔

(۱) شیر شاہ سوری کے تاریخی شاہراہ کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ کلکتہ سے کابل تک سڑک تعمیر کی۔لیکن حقیقت یہ ہے کہ شیر شاہ کی یہ سڑک مارگلہ تک شیر شاہ سوری نے تعمیر کی جبکہ مارگلہ سے ہندوراج تک گجوخان نے یہ سڑک تعمیر کی۔ تنبیہ الغافلین ،قبیلہ یوسف زئی

"تواریخ حافظ رحمت خانی میں تحریر ہے کہ جب خان گجو مسند ریاست اور امارت پر متمکن ہوا۔ ممالک مقبوضہ کی حفاظت اور بلاد مفتوحہ کی حفاظت اور ملکی امور کے انتظام اور عوام الناس کے بندوبست میں ملک احمد سے فائق اور لائق ثابت ہوا اور ملک پختونخواہ کے سارے باشندے، دہگان، گوجر، نیلابی، سواتی، گبری، کوہستانی، کافر سب اس کے مطیع و تابع فرمان ہو گئے۔ اس کے بعد امارت میں ملک بہت آباد و خوشحال ہو گیا۔ رعیت اور لشکر ملک احمد خان کے زمانہ سے زیادہ ہو گیا۔ ہر کسی کے پاس بہترین گھوڑے، بہترین ہتھیار موجود تھے۔ جو کہ امیروں اور بادشاہوں کے سرکار کے لائق ہو اور یہ بات عام مشہور تھی کہ گجو خان کے لشکر میں ایک لاکھ نیزے تھے یعنی ایک لاکھ سوار و پیادہ نیزہ باز"

گجو خان کے لشکر میں یوسف زئی اور محمد زئی کے علاوہ گگیانی ترکلانی، اتمان خیل، گدون، کہار، گبری، مہیار، ماندوری، بڑیچ، وردگ، روانڑی، کانسی، سرکانڈی، ابدال ترین، شوانی، کاکڑ، پنی، شیارزی، لونی یالوانی، تورانی، روغانی، خٹک، سواتی، ترادی، اعوان، گجر، ترک اور کوہستانی کافر شامل تھے۔

گجو خان نے مختلف علاقوں میں آبپاشی کے لئے بارانی ڈیم (۱) تعمیر کیے۔ تجارت کی حوصلہ افزائی کیلئے تاجروں کو پختونخواہ میں تحفظ دیا گیا۔ مختلف مقامات پر بازار اور منڈیاں قائم کی گئیں۔ جس کی وجہ سے علاقے میں خوشحالی آئی اور زیادہ تر لوگ تجارت سے وابستہ ہو گئے۔ تاجروں کو ہر گاؤں میں مفت رہائش اور کھانا فراہم کیا جاتا تھا۔ تجارتی قافلوں کو تحفظ حاصل تھا۔ کوئی لوٹ مار یا رہزنی کی جرات تک نہیں کر سکتا تھا۔

(۲) جاسوسی کا ایک مکمل نیٹ ورک قائم کیا تھا۔ جس کی بدولت نہ صرف ملک کے اندر امن قائم ہوئی بلکہ ان کے جاسوس ملک کے علاوہ پڑوسی ریاستوں میں موجود رہتے اور باقاعدگی سے رپورٹ پیش کرتے۔

(۱) گجو خان نے مقام نالہ پر قدیمی ڈیم کو دوبارہ تعمیر کیا۔ کلپانی اور گدر چشمہ پر چار ڈیم تعمیر کئے۔ ہر پہاڑی کے دامن میں آباد قصبوں کیلئے دو، تین بارانی ڈیم تعمیر کئے۔ قدیمی تالابوں کو وسعت دی اور دوبارہ تعمیر کیئے۔ کلپانی کے مقام پر ڈیم تعمیر کیا۔ جو اورنگزیب دور میں ایک زبردست سیلاب سے تباہ ہوا۔ قبیلہ یوسف زئی تنبیہ الغافلین۔

(۲) تنبیہ الغافلین کے مطابق جاسوس تنخواہ دار سپاہی اور تاجر بھی رضاکارانہ طور پر جاسوسوں کی خدمات سرانجام دیتے تھے۔

پہلی بار آپ نے یوسف زئی لشکر کو ایک منظم فوج میں تبدیل کیا اور ایسی تنظیم سے لشکر کی تشکیل کی کہ انہیں معلوم تھا کہ ان کے پاس کتنے سوار کتنے پیادہ اور کس کے پاس کونسا اسلحہ موجود ہیں۔ پہلی مرتبہ (۱) اسلحہ خانہ قائم کیا۔ جہاں پر اسلحہ کی تیاری بھی ہوتی اور مال غنیمت کا اسلحہ یہاں جمع ہوتا۔ اور پھر جنگ کے وقت لشکریوں میں تقسیم کیا جاتا۔ سب کا ایک ریکارڈ مرتب کیا اور دفتر میں سب ریکارڈ موجود ہوتا۔ لشکریوں کو کافی مراعات بھی دی جاتیں اس کے علاوہ جو سپاہی جنگ میں شہید ہوتا ان کے ورثاء کو قومی خزانہ سے مالی امداد بھی ملتی اور ان کی حوصلہ افزائی بھی کی جاتی تھی۔

---

(۱) تنبیہ الغافلین کے مطابق کلپانی کے مقام پر اور ہنڈ کے مقام پر یوسف زئی کے اسلحہ خانے تھے۔ جہاں اسلحہ کی تیاری سال بھر جاری رہتی۔ ہندوستان سے بھی اسلحہ خرید کر لایا جاتا۔ ملک بارا خان کلپانی کے اسلحہ خانہ کے انچارج تھا۔ تنبیہ الغافلین، قبیلہ یوسف زئی

☆☆☆☆☆☆☆

گجوخان کا پرچم

آپ نے پہلی مرتبہ پختونوں کوایک پرچم دیا(۱) جوسرخ وسفید رنگ کا تھا۔اس سے پہلے پختون قبائل مختلف رنگوں کے پرچم استعمال کرتے تھے۔ یہی پرچم سینکڑوں سالوں تک پختونوں کی شناخت رہا۔انگریزوں کے دورتک قبائل جہاد کے دوران سرخ وسفید جھنڈا استعمال کرتے تھے۔

اس پرچم کو پختونوں میں بڑی احترام اور عزت دیا جاتا۔ جہاں بھی دوقبیلوں کے درمیان جنگ ہوتی تو گجوخان اپنے چند آدمیوں کو یہ جھنڈا دے کر بھیج دیتا۔ وہ لوگ اس جھنڈے کو دونوں قبیلوں کے درمیان لگا دیتے۔اس کے بعد کسی میں یہ جرات نہیں ہوتی کہ جنگ کریں۔ بلکہ دونوں قبیلوں کے سرداران اس جھنڈے کے سائے میں گجوخان یا ملک باراخان یا ملک سرابدال کے حجروں میں آتے۔ وہی اُن کا فیصلہ ہوتا اور خوشی خوشی اپنے قبیلوں کے پاس واپس چلے جاتے۔ جھنڈے کی موجودگی میں اگر کوئی قبیلہ حملہ کرتا تو یہ پورے پختون قبائل پر حملہ قرار پاتا۔اس لیے کبھی ایسا واقع پیش نہیں آیا۔

گجوخان نے پہلی بار تنخواہ دار سپاہی بھی بھرتی کیئے۔جن کا کام ڈاک کی ترسیل اور جرنیل(۲) سڑک کی حفاظت تھی۔ گجوخان نے بیت المال کو بڑا ادارہ بنایا۔اس سے غریبوں اور ناداروں کو مالی امداد ملتی۔

---

(۱) چرچل اور ینگ ہسبینڈ نے پختونوں کے سرخ وسفید پرچم کا ذکر اپنی تصانیف میں کیا ہے۔1898 جنگ ملاکنڈ میں بھی پختون مجاہدین سرخ وسفید رنگ کے پرچم لہرا رہے تھے۔

(۲) مارگلہ سے ہندوراج تک سڑک کی مرمت اور قلعوں کی سالانہ مرمت ان تنخواہ دار سپاہیوں کے ذمہ تھی۔تواریخ افاغنہ تنبیہ الغافلین۔ چرچل ان ملاکنڈ

جبکہ قدرتی آفات کی صورت میں ان علاقوں میں فوری خوراک اور دیگر اشیاء پہنچائی جاتی۔ یہ نظام بھی گجوخان نے پہلی بار متعارف کرایا۔ اس زمانے میں قحط سالی اور وبائی امراض کی وجہ سے گاؤں کے گاؤں مٹ جاتے۔ لیکن گجوخان کے دور حکومت میں قحط سالی کے دوران کوئی بھوک سے نہیں مرا۔ وہ غلہ منڈیوں میں بڑی مقدار میں غلہ زخیرہ کرتا تھا۔

(۱) سفارت کاری کو بھی گجوخان نے اس قوم میں متعارف کیا۔ آپ کے سفیر مختلف قبائیل اور پڑوسی ممالک کے حکمرانوں کے پاس جا کر سفارت کاری کرتے۔ گجوخان کی خط و کتابت پورے ہندوستان کے افغان، سرداروں اور ہندوستانی راجگان سے قائم تھی۔ خاص کر بہار کے افغان حکمرانوں سے آپ کے خصوصی تعلقات قائم تھے۔

---

(۱) تنبیہ الغافلین کے مطابق گجوخان دور میں سفارت کاری ہمسایہ پڑوسی ممالک سے بہتر تعلقات قائم کرنے کیلئے شروع ہوئی۔ تاہم یہ سفر کاری تجارت کی فروغ میں کافی کارآمد ثابت ہوئی۔ دوسری ریاستوں میں تعینات، سفارت کار اپنے ملک کی تاجروں کو ان علاقوں کی منڈیوں کی ضروریات سے مسلسل آگاہ کیا کرتے تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆

گجوخان بحیثیت مصنف

(۱)اس بات میں کوئی شک نہیں کہ گجوخان نے اپنی زندگی مین کئی اہم کتابیں لکھیں۔ان میں تاریخی اور مذہبی کتابوں نے بہت شہرت حاصل کی۔پختونوں کی تاریخ پر انتہائی مفصل کتاب لکھی۔لیکن افسوس کی پختونوں کی بے اختیاطی کی وجہ سے یہ تمام کتابیں اب ناپید ہیں۔انہوں نے یوسف زئی قوم کی تاریخ کو بہت تفصیل سے لکھیں۔اولف کیروں دی پٹھان میں لکھتا ہے کہ ایسی کئی کتابیں موجود ہیں۔ جنہیں یوسف زئی اوران کے قرابت داروں کی تاریخ قرار دیا جاتا ہے۔ان میں سب سے مشہور کتاب تاریخ حافظ رحمت خانی ہے۔جس کا حوالہ ماؤنٹ اسٹوارٹ، الفنسٹن اوران کے ہم عصر روسی پروفیسر برنہارڈ ڈارن نے بھی دیا ہے۔یہ کتاب ۱۱۸۴ ہجری 1771ء کو فارسی زبان میں لکھی گئی ہے اور ریورٹی کے دعوے کے مطابق اس کتاب کی بنیاد گجوخان کی وہ پرانی پشتو نثر کی تحریر ہے جو اب نایاب ہے"

گجوخان کی تاریخی کتابیں تواریخ افاعنہ اور تواریخ حافظ رحمت حانی اور دیگر پختونوں کی تاریخی کتب میں ضم ہوکر دوسرے مصنفین کے نام سے شائع ہوتی رہیں۔اسی طرح گجوخان نے اپنی زندگی کی آخری آیام میں جب آپ کی مذہب کی جانب رجحان زیادہ تھا(۲)۔درجنوں کتابیں قرآن،احادیث کے بارے میں تحریر کیں۔ان کتابوں کا بھی مذہبی لوگوں نے وہی حشر کیا۔جو تاریخ کے کتابوں کے ساتھ ہوا تھا۔آپ نے پشتو کے علاوہ فارسی زبان مین بھی کئی کتایں تحریر کیں۔آپ کو فارسی زبان پر عبور حاصل تھا۔اس زمانے میں ویسے بھی فارسی زبان بہت مقبول اور عام زبان تھی۔

(۱) دی پٹھان، قبیلہ یوسف زئی، پٹہ خزانہ، ریورٹی (افغانستان)۔
(۲) وزیر اعظم روہیلکنڈ میر غازی خان کے مطابق شاہ ولی اللہ صاحب کی جامعہ رحیمیہ، دہلی گجوخان کے تحریر کردہ کئی مذہبی کتابیں موجود تھی۔

گجوخان، میر غازی خان

وزیراعظم روہیلکنڈ کی نظر میں

میر غازی خان یوسف زئی وزیراعظم روہیلکنڈ مصنف "یوسف زئی قبیلہ"

میر غازی خان خدوخیل یوسف زئی وزیراعظم ریاست روہیلکنڈ ایک عالم دوراندیش سیاست دان ایک نامور جرنیل اور ایک دانشور ادیب اور مصنف تھے۔ آپ اپنی کتاب "قبیلہ یوسف زئی" میں گجو خان کے بارے میں لکھتے ہیں کہ

یوسف زئی کی تاریخ میں گجوخان کے برابری کرنے والا قائد پیدا ہی نہیں ہوا۔ ہند کے افغانی ریاستیں حکمرانی کیلئے گجوخان کو مثال بنا کران کے طرز حکمرانی کو اپناتے تھے۔ میں نے حافظ رحمت خان سے سنا ہے کہ گجوخان شیر شاہ سوری کے برابری کا حکمران تھا۔ بہار کے تمام افغان حکمران اور شیر شاہ سوری انہیں عزت اور احترام کی بناء پر خان سے مخاطب کرتے تھے۔ جو یقیناً ایک بہت بڑا اعزاز تھا۔ گجوخان کیلئے میں جب دہلی کے مدرسہ رحیمیہ میں زیر تعلیم تھا۔ تو ہمارے ایک معلم نے مجھ سے میرے وطن کے بارے میں پوچھا۔ میرے بتانے پر انہوں نے کہا کہ ایک عرصہ ہوا ہے کہ اُس سرزمین پر خان گجو نامی حکمران گزرا ہے۔ جو یوسف زئی تھا ایسا حکمران تھا۔ جو قبیلے کا سردار بھی تھا۔ حکمران بھی تھا۔ قاضی بھی تھا۔ عالم دین بھی تھا اور سپہ سالار بھی تھا۔ انہوں نے اپنی قوم پر ایک نئے طرز کی حکمران کی۔ جو ان کی قوم ہمیشہ یاد رکھے گی۔ یہ شخص ولی اللہ بھی تھا اور خضر سے ان کی ملاقات بھی ہوئی تھی۔ انہیں آنے والے واقعات کا پہلے سے علم ہوتا تھا۔ انہوں نے قرآن و احادیث کے بارے میں کئی کتابیں تحریر کی ہیں۔ میں

نے معلم سے ان کے کتابوں کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ شاہ ولی اللہؒ کے پاس ان کے کئی کتابیں، فارسی زبان میں موجود تھیں۔ جو میرے اساتذہ کرام نے مجھے بتایا تھا۔ لیکن میں نے ان کی تصانیف میں صرف دو کا مطالعہ کیا ہے اور ان کے زندگی اور حکمرانی کے تذکرے اپنے اساتذہ کرام سے سنے ہیں۔

میر غازی خان آگے لکھتا ہے کہ جب میں روہیلکنڈ کے ریاست میں ملازم ہوا تو میں نے اپنے والد محترم کو خط لکھا کہ مجھے گجوخان کے بارے میں معلومات چاہئے۔ میرے والد محترم نے خط کے بجائے گاؤں طوطالئی سے کریم شاہ بابا کو ہندستان بھیجا۔ ہمارے اس بزرگ کے پاس گجوخان کے بارے میں بہت زیادہ معلومات تھیں۔ وہ میرے ساتھ ایک ماہ تک قیام پذیر رہا اور مجھے گجوخان کے بارے میں ان کے حکمرانی ان کے اخلاق اور لوگوں کے ساتھ سلوک کے بارے میں ان کے انصاف کے بارے میں ان کے جنگوں اور ان کے کرامات کے بارے میں بتاتے رہیں۔ مجھے یہ سب سن کر فخر محسوس ہوا کہ میں بھی گجوخان کے قوم سے ہوں۔ وہ میرا عزیز تھا۔ میں نے جب حافظ رحمت خان سے گجوخان کے بارے میں ان کے قصے سنائیں۔ تو ان کے آنکھوں میں آنسو آ گئے اور کہا کہ اس شخص کو میرے پاس لاؤ۔ جو ہمارے اس بزرگ کے بارے میں اتنا کچھ جانتا ہے۔ میں نے اگلے روز کریم شاہ بابا کو دربار میں حاضر کیا تو نواب صاحب نے خود کھڑے ہو کر ان کا استقبال کیا اور انہیں اپنے برابر کرسی پر بٹھایا اور رخصتی کے وقت ان پر بہت نوازشیں کیں۔ بشکریہ (یوسف زئی قبیلہ)

گجوخان کی عدالت

میر غازی خان وزیر اعظم روہیلکنڈ (1740 تا 1820) کی تصنیف (یوسف زئی قبیلہ) میں تحریر ہے کہ یوسف زئی کے قائد گجو خان جن کے انصاف پر مبنی فیصلوں کا پورے ہندوستان اور خراسان میں چرچا تھا۔ ان کے فیصلوں میں مجھے چند فیصلوں نے بہت متاثر کیا۔ ان میں ایک نصرانی کے بارے میں تھا جو خراسان سے براستہ یوسف زئی ہندوستان جا رہا تھا۔ کہ یوسف زئی کے ایک قصبہ میں انہیں رات گزارنے کیلئے ٹھہرنا پڑا۔ وہاں پر ان کے ساتھ ایک عجیب واقعہ پیش آیا وہ ایک ملک کے گھر پر مہمان تھا کہ علاقے کے بزرگ اور مولوی صاحب ان سے ملنے آئے اور نصرانی سے ان کے مذہب کے بارے میں بحث شروع کی۔ نصرانی نے اپنے مذہب کو درست اور بہتر قرار دے کر اپنے مذہب کا تحفظ کیا جس پر مولوی صاحب کو غصہ آیا اور کہا کہ آپ کی یہ جرأت کہ آپ یہاں پر اپنی دین کی تبلیغ کرتے ہو۔ معاملہ بہت بڑھا اور قریب گاؤں کے دیگر تین مولوی بھی پہنچ گئے اور نصرانی کو سنگسار کرنے کا فیصلہ کیا۔ نصرانی کے میزبان ملک نے قوم کو ایسا کرنے کی اجازت نہیں دی۔ اور مقدمہ خان گجو کے عدالت میں پیش کیا۔ خان گجو نے نماز جمعہ کے بعد اس قصبہ کے بستی میں عدالت لگائی۔ نصرانی کی بیان سننے کے بعد چاروں مولویوں اور گاؤں کے لوگوں کے بیانات بھی سن لئے اس کے بعد خان گجو نے قرآن کی چند آیات تلاوت کیں اور پھر اپنا فیصلہ سنایا اور کہا کہ اس بات کا زندگی بھر شکر اللہ کی ادا کرنا کہ تم لوگوں نے اس نصرانی کو قتل نہ کیا۔ ورنہ آج اس مسجد میں ان چار مولویوں اور ان لوگوں کو جو اس واقع میں ملوث ہوئے کو

سرعام سنگسار کرنے کا حکم دیتا۔لیکن چونکہ نصرانی کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا گیا۔اس لئے میں بھی الہ تعالیٰ کا بڑا شکر گزار ہوا۔اس بات پر کہ ان لوگوں نے دین اسلام کی بدنام کیا۔اس کی سزا انہیں ضرور ملے گی۔ میں آج ان چار مولوی حضرات کو شہر بدر کرنے کا اعلان کرتا ہوں۔ یہ چاروں سوات، بونیر، باجوڑ، جہاں چاہے چلے جائیں۔لیکن اتنا یاد رکھیں کہ اگر ان چاروں میں سے کسی سے بھی آئندہ ایسی کوئی غلطی سرزد ہوئی تو میری عدالت میں ان کے لئے دو سزاؤں میں سے ایک ملے گی کم سزا یہ ہوگی کہ انہیں ملک بدر کیا جائے۔اوران کا مال واسباب ضبط کیا جائیں۔دوسری سزا یہ ہے کہ انہیں دنیا بدر کردیا دونوں فیصلوں میں سے میرا ایک فیصلہ ہوگا۔

انہوں نے کہا کہ میرا دین اتنا کمزور نہیں کہ ایسی حرکتوں کا محتاج ہو۔میرا مذہب اتنا تنگ نظر نہیں کہ دوسرے مذہب کے لوگوں کو برداشت نہ کریں۔ میرا مذہب مجھے دوسروں کے مذاہب کے احترام کا درس دیتا ہے۔ میرے ملک میں تمام مذاہب کے پیروکاروں کو مکمل آزادی ہے۔ وہ اپنے دین کے بارے میں اچھی باتیں لوگوں کو بتا سکتا ہے۔لیکن دوسروں کے دین کو برا نہیں کہہ سکتا۔کہ یہی بات میرے رب کو ناپسند ہے اور میرے لیے ایک جرم سے کم نہیں۔

یہاں نصرانی نے میرے مذہب یا کسی دوسرے کے مذہب کی توہین نہیں کی اپنی مذہب کے بارے میں لوگوں کے پوچھنے پر اس کی تفصیل پیش کی۔ جو کہ کوئی جرم نہیں تھا۔لہٰذا میں پوری قوم اوراپنی مذہب کی طرف سے اس نصرانی سے معافی چاہتا ہوں۔جنہیں ان لوگوں نے پریشان کیا۔

دوسرا فیصلہ گجو خان کے بھائی ملک میرداد کے بیٹے پر ایک غریب شخص کے قتل کا دعویٰ ہوا۔مقتول کی بیوہ نے اپنا مقدمہ خان گجو کی عدالت میں پیش کیا کہ ملزم کی نظر مجھ پر تھی جبکہ میں نے انہیں بتایا تھا کہ

میں ایک شادی شدہ اور غیرت مند عورت ہوں۔ مجھ سے دور رہے اور اسی لالچ میں اس نے میرے شوہر کو قتل کیا ہے۔ گجو خان نے عدالت مسجد میں لگائی اور اپنے بھتیجے کو ملزم کے حیثیت سے حاضر کیا۔ ان سے پوچھا تو انہوں نے جرم ماننے سے انکار کیا۔ پھر گجو خان نے انہیں بتایا کہ اگر تم نے جرم کیا ہے تو مان جاؤ کہ اس دنیا میں جو سزا آپ کو ملے گی۔ وہ آخرت کی سزا سے بہت کم ہے اور مرنے سے پہلے بھی جب تک تم زندہ رہو گے۔ جرم کا ایک بھاری بوجھ اپنے کندھوں پر اٹھا کر جیو گے۔ پھر اس سے بہتر یہی ہے کہ اپنی سزا اس دنیا میں پوری کرو تا کہ اپنے رب کے سامنے صاف دامن سے حاضر ہو سکو۔ تم سے جو غلطی ہو چکی ہے اسی دنیا میں اس کا کفارا ادا کرو۔ گجو خان کی باتیں سن کر ملزم نے اقبال جرم کیا۔ گجو خان نے انہیں گلے لگایا اور کہا کہ آپ نے مجھ پر بڑا احسان کیا۔ اب یہ بتاؤ کہ تمہارے ساتھ اور کون کون تھے اس جرم میں۔ ملزم نے بتایا کہ ان کے ساتھ گاؤں کے دو نوجوان اور بھی تھے۔ ان دونوں کو بھی طلب کیا گیا۔ انہوں نے بھی اپنا جرم قبول کیا۔ پھر آپ نے تینوں کو سزائے موت کا حکم سنایا اور کہا کہ تینوں کو رسیوں سے باندھ دیا جائے اور مقتول کی بیوا کو تیز تلوار دی جائے کہ ان تینوں کا اپنے ہاتھ سے سر قلم کریں۔ مقتول کی بیوہ کو بلایا گیا اور انہیں تلوار دے دی گئی۔ وہ قاتلوں کے سروں پر پہنچ گئی اور کچھ دیر تلوار کو ہوا میں بلند رکھا اور پھر تلوار کو نیچے پھینک کر کہا کہ میں نے اپنے شوہر کا خون معاف کیا۔ میں قصاص لینا نہیں چاہتی کہ ان لوگوں کے بھی بچے یتیم ہو جائیں گے۔ گجو خان نے مقتول کی بیوا کو بلا کر کہا کہ آپ نے میرے وجہ سے تو یہ لوگ معاف نہیں کیئے اور اگر آپ نے میرے وجہ سے ایسا کیا تو روز محشر پر میں آپ سے اللہ تعالیٰ کے عدالت میں باز پرس کرونگا۔ مقتول کی بیوا نے کہا کہ مجھے خدا کی قسم کہ میں نے آپ کی وجہ سے یہ خون معاف نہیں کیا۔ کیونکہ مجھے معلوم ہے وہ آپ کے نظر میں سب برابر ہے اور مجھے یقین تھا کہ آپ یہی فیصلہ

کریں گے۔ جو آپ نے کیا آپ نے انصاف کیا اور خود کو اللہ تعالیٰ کے سامنے سرخ رو کیا۔ لیکن میں نے اللہ کی رضا کی خاطر ان تینوں کو معاف کیا۔

گجو خان نے کہا کہ آپ نے تو ان تینوں کو معاف کیا۔ لیکن میں انہیں معاف نہیں کرتا۔ اور تینوں کی جائیداد بحق ریاست ضبط کرنے کا حکم دیا۔ جبکہ خاتوں کو دوا رھٹ زمین گزر بسر کیلئے حکومت کی جانب سے دئے گئے۔ (یوسف زئی قبیلہ)

☆☆☆☆☆☆☆

احتسابی عدالت

گجوخان کے دور میں معاشرے میں کسی بدکار اور شیطان فطرت شخص کیلئے کوئی جگہ نہیں تھی۔ عادات، قبیحہ اور گنوانی جرائم پر سخت پابندی تھی۔ ہر سال ماہ رجب میں ساری قوم کی اخلاقی تطہیر کا جائزہ لیا جاتا۔ ایک خصوصی احتسابی عدالت مقرر کی جاتی۔ جو جرائم میں ملوث افراد کو مقامی قوانین کے مطابق سزائیں دی جاتیں۔ اس قوانین کو شیخ ملی کے ضابطے کہے جاتے تھے۔ جو شیخ ملی کی کتاب دفتر شیخ ملی میں درج تھے۔

عادات قبیحہ میں ملوث افراد کو یہ سزا دی جاتی تھی کہ انہیں ایک لمبے ڈانگ پر سوار کر کے دو آدمی اس ڈانگ کو آگے پیچھے سے پکڑ کر اسے گاؤں کے گلیوں میں پھراتے تھے۔ اور گلی کے بچے ان کے پیچھے کلمہ کے ورد کرتے ہوئے جاتے تھے۔ یا مجرم کو بغیر زین کے گدھے پر سوار کر کے ان کے پیچھے ڈھول سرنا اور نقارے بجائے جاتے۔ اس سزا سے پختون بہت زیادہ ڈرتے تھے۔ اسلئے کبھی ایسی حرکت نہیں کرتے زانی مرد کے سر منڈوائے جاتے اور انہیں جرم کے نوعیت کے مطابق سزائیں دی جاتی۔ الغرض بدکار اور اوباش غنڈوں کو تختہ مشق بنا کر باقی معاشرے کیلئے نشان عبرت ٹھہراتے۔ اسلئے معاشرہ میں مثالی امن قائم تھا۔

اقوال گجوخان میر غازی خان کے تحریر سے

(۱) بزرگوں کا احترام کرو۔ خواہ وہ کافروں کا بزرگ کیوں نہ ہو۔

(۲) ریاکاری کی سخاوت سے بخیلی اچھی ہے۔

(۳) خدا پر مستحکم یقین رکھو اور نیت صاف رکھو۔ منزل آپ کے قدموں میں ہوگی۔

(۴) غرور انسان کو حقیر بناتا ہے۔

(۵) کسی کی مذہب کا مذاق نہ آڑائیں ہر مذہب مقدس ہے کہ خدا سب کا ایک ہے۔

(٦) ظالم نہ بننا کہ ظالم خدا کا دشمن ہے۔ لیکن مظلوم بھی نہیں بننا کہ ظالم کا ہاتھ روکنا اللہ کا حکم ہے۔

(۷) وقت پر فیصلہ کرنا کامیابی کی ضمانت ہے۔

(۸) تیز زبان شخص کبھی بہادر نہیں ہوتا۔

(۹) وعدہ کرو تو پورا کرو۔ خواہ اس میں تمہاری جان ہی کیوں نہ چلی جائے۔ کیونکہ اس میں تمہاری قبیلے کی عزت ہوتی ہے۔

(۱۰) اپنی قوم قبیلے سے کبھی جدا نہ ہونا۔ خواہ تمہارا قبیلہ کمزور کیوں نہ ہو۔

(۱۱) شیخ ملی جیسے شخص ہزار سال میں ایک پیدا ہوتا ہے۔

(۱۲) ہر حال میں انصاف کرو اپنی ذاتی مفاد کی خاطر انصاف سے روگردانی مت کرنا۔

(۱۳) اپنے کچے مکان کو سلاطین دہلی کے محل سے کم تر نہیں سمجھنا۔

(۱۴) اللہ اور رسول کی اطاعت کرو اور ان احکام سے کبھی روگردانی نہ کرنا کہ اس میں دونوں جہاں کی کامیابی ہے۔

(۱۵) حق پر قائم رہنا اور حق کا ساتھ دینا حق سے کبھی روگردانی نہ کرنا۔

(۱۶) ہر مذہب کے علماء کو احترام اور عزت دینا۔ یہی تمہارے حق میں بہتر ہے۔

(۱۷) سچا انسان کبھی شرمندہ نہیں ہوتا۔

(۱۸) غربت بیماری بھوک، افلاس پر کبھی اللہ تعالیٰ سے گلہ نہیں کرنا ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا۔

(۱۹) جنگ کے دوران بزرگوں، بچوں اور خواتین پر ہمیشہ رحم کرو۔ ان کے ساتھ شفقت سے پیش آنا کہ خدا اور رسول کا حکم ہے۔

(۲۰) چاپلوسی کرنے والا شخص کسی کا وفادار نہیں ہوسکتا۔

(۲۱) دوسروں کے حق پر نظر مت رکھنا کہ دوسروں کا حق خدا معاف نہیں کرتا۔

(۲۲) سخاوت کیا کروں اپنی حیثیت سے بڑھ کر کہ اللہ سخی کو پسند کرتا ہے۔

(۲۳) اللہ تعالیٰ سے دوستی چاہئے ہو تو ہر وہ کام کرنا جو اللہ کو پسند ہو۔ جب تم دوست بن جاؤ تو پھر تم وہ دیکھو گے جو لوگ نہیں دیکھتے۔ وہ سنو گے جو لوگ نہیں سنتے۔

(۲۴) اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد ضرور کرو لیکن ظلم نہیں کہ ظلم خدا کو ناپسند ہے۔

(۲۵) اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو مذہب کے نام پر ہلاک نہ کرنا کہ یہ اللہ کا حکم نہیں۔

(۲۶) ظالم مسلمان بادشاہ کی اطاعت کفر ہے۔

(۲۷) ظالم مسلمان بادشاہ سے رحم دل کافر بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کیلئے۔

(۲۸) ہر انسان ایک عدالت کا قاضی ہے۔ جو ان کے اندر لگتی ہے جو شخص اپنے اندر کی عدالت میں انصاف نہیں کریگا۔ وہ دوسروں کی عدالت سے انصاف کا تقاضا کیوں کرتا ہے۔

(۲۹) اپنے قوم سے مخلص رہو کہ یہی قوم ہی آپ کی عزت اور ناموس کا محافظ ہے۔

(۳۰) مغل ترک کبھی افغان کا دوست نہیں بن سکتا کہ یہی قیامت تک افغانوں کا دشمن رہے گا۔ ان کے دوستی پر اعتبار نہیں کرنا اور نہ ہی ان سے ہاتھ ملانا۔

(۳۱) افغان کی نام پر ننگ کرنا کہ یہی مردانگی ہے ہر دم افغان رہنا۔

☆☆☆☆☆☆☆

پختونخوا کا حکمران خاندان

پختونخوا کے سابق حکمران خان گجو پختونخوا کے موجودہ حکمران میر حیدر خان ہوتی کے جد امجد ہے۔ گجو خان کے تعلق مندڑ کے بیٹے منو کے اولاد سے تھا۔ جو حکمرانوں کا خیل سمجھا جاتا ہے۔ اس خاندان میں سینکڑوں سالوں سے مسلسل نامور شخصیات جنم لے رہی ہیں۔ ان میں خان گجو کے علاوہ تقسیم اراضی کے موجد شیخ ملی بابا عہد شاہجہانی اور اورنگزیب کے پختونخوا کے حکمران بہا کو خان جنہوں نے مغلوں اور خٹکوں کے خلاف کئی تاریخی جنگیں لڑیں۔

امیر الامراء نواب نجیب الدولہ وزیر اعظم ہندوستان (فاتح پانی پت) نواب قادر روہیلہ فتح خان (ہیرو پانی پت) نواب ضابطہ خان روہیلہ، ملک میرو خان سپہ سالار بایزید انصاری (شہید جنگ باڑہ 1581)، ملک میروس خان (فاتح ملندری 1585)، ملک شہباز خان (بعہد اورنگزیب مغل 1650ء)،، ملک نذد خان (بعہد نادر شاہ افشار جنہوں نے نادر شاہ افشار سے ملاقات کر کے پختونخوا کو تباہی سے بچایا تھا)، فتح خان خان آف مندڑ (ہیرو پانی پت 1739ء جنہوں نے احمد شاہ ابدالی کے ساتھ پانی پت کی تاریخی فتح میں اہم کردار ادا کیا تھا) لحکر خان (بعہد سکھان 1800، جد امجد لحکر خیل جنہوں نے سکھوں کے خلاف کئی تاریخی لڑائیاں لڑیں)، میر غازی خان وزیر اعظم روہیلکنڈ (ہیرو پانی پت)، جنرل بخت خان (ہیرو جنگ آزادی 1857) سابق وزیر اعلیٰ سرحد میر افضل خان سابق گورنر سرحد عبدالغفور خان ہوتی، سابق وفاقی وزیر مواصلات اعظم خان ہوتی، بیگم نسیم ولی خان، سابق وفاقی وزیر عباس سرفراز خان، نواب محمود خان (جنگ آزادی 1857) نوابزادہ لیاقت علی خان وزیر اعظم پاکستان شامل ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆

عثمان

ملک میرو خان سپہ سالار بایزید انصاری

(شہید جنگ باڑہ 1581 بمقام: صوابی)

ملک میروس خان (فاتح ملندری 1585 بمقام: ملندری رستم مردان)

ملک شہباز خان (بعہد اورنگزیب مغل 1650)

ملک نند خان (بعہد نادر شاہ افشار)

فتح خان خان آف مندڑ (ہیرو پانی پت 1739)

لنگر خان (جد امجد لنگر خیل) (بعہد سکھان 1800)

سابق وفاقی وزیر سینیٹر محمد علی خان ہوتی

سابق وفاقی وزیر کرنل امیر خان ہوتی

سابق گورنر پختونخوا وفاقی وزیر عبدالغفور خان ہوتی

سابق وزیر اعلیٰ پختونخوا امیر افضل خان

سابق وفاقی وزیر محمد اعظم خان ہوتی

سابق وفاقی وزیر خواجہ محمد خان ہوتی

سابق وفاقی وزیر حاجی یعقوب خان

سابق وفاقی وزیر عباس سرفراز خان

وزیر اعلیٰ خیبر پختونخوا امیر حیدر خان ہوتی

اتمان

سابقہ حکمران خان الخوانین گجو خان (المعروف لوئے خان 1530)

موجد تقسیم اراضی شیخ ملی بابا (1545-1525)

سابقہ حکمران پختونخوا بہاکو خان (1630)

امیر الامراء نواب نجیب الدولہ وزیر اعظم ہندوستان

(فاتح پانی پت) والئی نجیب آباد (1770-1703)

نواب غلام قادر خان روہیلہ والئی نجیب آباد

میر غازی خان وزیر اعظم روہیلکنڈ

(ہیرو پانی پت) (1750)

جنرل بخت خان (ہیرو جنگ آزادی 1857)

نواب ضابطہ خان روہیلہ (1785)

نواب محمود خان (1857 جنگ آزادی)

وزیر اعظم پاکستان نواب زادہ لیاقت علی خان

گجوخان کی شخصیت

(ا) گجوخان بہت خوبصورت اور باوقار شخصیت کے مالک تھے۔ ہر کوئی آپ کی شخصیت سے متاثر ہوتا۔ دی پٹھان کے مصنف وولف کیرو نے بھی آپ کی جوانی اور خوبصورتی کی تعریف کی اور انہیں افغانوں کے بابر کا لقب دیا ہے۔ اولف کیرو نے دی پٹھان میں گجوخان کو ایک رومانوی ہیرو کے طور پر بھی پیش کیا ہے۔

افغانستان کے مصنف الفنسٹن نے گجوخان کی بہادری جرات اور خوبصورتی کی تعریف کی ہے۔
بلند قامت مضبوط جسم کے مالک گجوخان کو دیکھ کر ہی لوگ ان کے بادشاہ ہونے کا اندازہ لگاتے۔

انتہائی خوش گفتار ، خوش اخلاق اور خوش لباس آدمی تھا۔ آپ کے نورانی چہرے سے نور برستا تھا۔ ان کی خوبصورتی کے قصے دوشیزائیں لوک گیتوں میں سناتی تھیں۔ سینکڑوں سال گزرنے کے باوجود آج بھی پشتو لوک گیتوں میں آپ کا ذکر ملتا ہے۔

(ا) تواریخ حافظ رحمت خانی، تذکرہ حلیم سوری، دی پٹھان، اولف کیرو، الفنسٹن (افغانستان)۔

(۲) گجوخان جوانی میں نوجوانوں کا ہیرو تھا۔ مثالی نوجوان تھا۔ مثالی سردار، مثالی حکمران اور مثالی بزرگ تھا۔ تنبیہ الغافلین

عوام کے ساتھ تعلق

خان گجو پورے خشی قبائیل کے سردار تھے جن کے پاس لاکھوں کا لشکر تھا۔لیکن اُس کے باوجود وہ اپنے قوم کے عام لوگوں سے رابطہ میں رہتے ۔ان کے ہر دکھ وغم میں شریک ہوتے تھے۔ جب بھی (ا) گجوخان کا لشکر دریائے سندھ عبور کرتا تو عوام سے مسلسل رابطے کیلئے دریائے سندھ پر ہنڈ کے مقام پر شامیانہ نصف کر دیتا۔ جہاں سب علاقوں کا ایک ایک سوار موجود ہوتا۔محاذ جنگ سے روزانہ کی بنیاد پر رپورٹ کو کیمپ میں تیز رفتار سوار کے لیے ذریعے بیج دیا جاتا اور کیمپ میں باآواز بلند دی جاتی۔تمام علاقوں کے سوار فوری طور پر تیز رفتاری سے اپنے علاقوں میں تازہ صورتحال پہنچادیتے۔اور اس صورتحال پر گاؤں کے حجروں میں بحث مباحثے ہوتے تھے۔اور نئے صورتحال کیلئے خود کو تیار کر لیتے۔

اسی عمل سے گجوخان پوری قوم کو اپنے مشوروں میں شامل رکھتا۔اور قوم کو احساس ہوتا کہ گجوخان ہم میں سے ہیں اور ہمیں اپنے سے جدا نہیں سمجھتے۔یہی وجہ تھی کہ گجوخان کے ایک اشارے پر ہر کوئی سر کٹوانے کیلئے تیار رہتا۔لوگ آپ کے ہر بات کو حکم کا درجہ دیتے تھے۔آپ جب اپنے دولت خانہ پر ہوتے تو دور دراز کے لوگ آپ کے پاس حاضر ہوتے اور اپنے مسئلے مسائل کے بارے میں بتاتے۔ آپ پختونخواہ کے تمام بڑے قصبوں اور علاقوں کا مسلسل دورہ کرتے۔تاکہ عوام کے ساتھ آپ کی قربت برقرار رہے۔آپ نے اپنے دور حکمرانی میں ہر کسی کو انصاف فراہم کیا(۲)۔کوئی کسی پر ظلم کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔

(ا) سعادت نامہ،تذکرہ حلیم سوری،تنبیہ الغافلین،قلمی نسخہ 391۔

(۲) خان گجو حکمران کے علاوہ فوج کا سپہ سالار قاضی القضی بھی تھا۔تنبیہ الغافلین قلمی نسخہ 393،قبیلہ یوسف زئی،مصنف وزیر اعظم روہیلکنڈ میر غازی خان

خواہ وہ کتنا بڑا سردار کیوں نہ ہوتا۔لیکن گجوخان کی خوف کی وجہ سے وہ انصاف کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتا۔ آپ کی ریاست میں پختون اور غیر پختون مسلم اور غیر مسلم سب شامل تھے۔لیکن گجوخان کے نظر میں سب برابر تھے۔تاہم غیر مسلموں (۱) اقلیتوں کے ساتھ آپ کا رویہ بہت ہی مشفقانہ تھا۔ ہر افغان پر غیر مسلموں کی حفاظت کا ذمہ لگایا تھا۔اگر کسی گاؤں یا قصبہ میں ہندو کے ساتھ زیادتی ہوتا تو اُس گاؤں یا قصبے کے ملک (۲) کو بھی سزادی جاتی۔

---

(۱) قلمی نسخہ قبیلہ یوسف زئی مصنف وزیر اعظم روہیلکنڈ میر غازی خان نے خان گجو کا غیر مسلموں کے ساتھ شفقت اور ہمدردی کے کئی واقعات قلمبند کئے ہیں۔

(۲) ہر گاؤں کے سربراہ کو ملک کہا جاتا۔ جو قبیلہ کے اکابرین کے سامنے جواب دہ ہوتا۔گاؤں کے تمام معاملات کی ذمہ داری ملک صاحب کے ذمہ ہوتی۔

☆☆☆☆☆☆☆
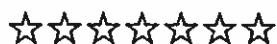
وفات

(۱) ملک گجوخان نے ایک طویل عرصہ تقریباً 35 سال تک بڑی شان سے حکمرانی کی اور یقیناً حکمرانی کا حق ادا کر دیا۔ آخری عمر میں مذہب کے ساتھ آپ کی وابستگی بہت زیادہ ہوگئی۔ اور زیادہ تر وقت عبادت اور تبلیغ میں گزارتے۔ بہت سے مذہبی مسائل پر کتابیں تحریر کیں۔ دور دراز سے لوگ آپ سے دعا لینے کیلئے آپ کے دولت خانہ پر تشریف لاتے۔ اس کے ساتھ ہی آپ سے بعض کرامات (۲) اور خوارق بھی ظاہر تے تھے۔ آپ مستجاب الدعوات تھے۔ ہر کوئی آپ سے استمداد باطنی طلب کرتے تھے۔ آپ کے دعاؤں سے لوگوں کو دینی اور دنیاوی مقاصد حاصل ہوتے تھے۔ بڑے بڑے علماء (۳) دور دراز سے آکر آپ کے علم سے مستفید ہوتے۔ تقریباً 80 سال کے عمر میں وفات پا گئے۔ آخری عمر میں آپ نے منارا سے آکر صوابی کے علاقہ چھتہ میں رہائش اختیار کی تھی اور وہی وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔ آپ کی قبر مشہور و عیاں ہے اور آج بھی لوگ زیارت کیلئے آتے ہیں۔ اور تبرک حاصل کرتے ہیں۔ لیکن آپ کے قبر پر آنے والے لوگوں کو آج یہ معلوم نہیں کہ اس ٹوٹی پھوٹی شکستہ قبر میں کتنی بڑی ہستی آسودہ خاک ہیں۔ آپ جہاں اسودہ خاک ہے۔ اس ویران اور غیر آباد علاقہ کو گجوانوں ڈھیری کہا جاتا ہے۔ اور یہ قدیم شیر شاہی روڈ پر برلب سڑک مٹی کے ایک ٹیلے پر ہے۔

---

(۱) تواریخ افاغنہ، تنبیہ الغافلین، تواریخ حافظ رحمت خانی، تذکرہ اخون درویزا، سعادت نامہ، تاریخ پختون کے مطابق حضرت حضرؑ نے خان گجو سے ملاقات کی۔

(۲) تنبیہ الغافلین میں آپ کے کئی کرامات کی ذکر موجود ہے۔

(۳) ہندوستان سے مشہور عالم دین شیخ علائی بھی رودہ تشریف لائیں۔ اور اُس کے استاد عبداللہ کچھ عرصہ گجوخان کے ہاں رہائش پذیر رہے۔ تاریخ شاہی (251-254) مخزن (بدایونی)

آپ کے وفات پر پورے پختونخواہ میں زبردست سوگ منایا گیا۔ ہر گھر میں ماتم ہوا۔ پختون تو کیا کوہستان کے کافروں اور پختونخواہ کے ہندووں نے بھی ماتم کیا ہر کسی کی آنکھ آشکبار ہوئی

آپ کے موت پر یوسف زئی کے اشعار:

د گجو خان دَ مرگ آواز شه

دَ وَنو پانڑے خوزیدے ویرئے کؤنه

دا پیبنور راته انگار شو

چه گجو خان په دنیا نشته څه به کړمه

دَ گجو خان دَ مرگ آواز شو

مارغان هوا کښې جړیده په زمکه جونه

دَ گجو خان دَ مرگ آواز شو

په هوا زانړے کرغیدے ویرئے کؤنه

اے یوسف زیه نن یتیم شوے

چه گجو خان دَ دنیا واغیشت رُخصتونه

گجوخان کے زمانے کے جنگی اشعار (ٹپے)

په شیخ تپور به درسره یم

زه پښتنه د تورو نه تښتم مئینه

پښتنے پیغلے خوشحالی کا

چه زلمیان کاندی د مغل سره جنګونه

دَ آزادی په مرګ خوشحال یم

دَ غلامئی عمر که ډیر وی ورک دِ شینه

ګجوخان بیا خولئی کږه کړه

په دشمنانو به بیا جوړ کړی تاتارونه

ته دَ باګرامه راروان شه

دَ ګجوخان لښکر ږومبی حمله کوینه

اے ګجوخانه لاس دے نیسه

ډیرے دے کُنلوے کړے خیرے درته کوینه

اے ګجوخانه نن ئے معاف کړه

دَ پښتانه دی صبا ستا په پت به مرینه

ملک بهلوله ورته کینه

دَ ګجوخان خولئی کږه مربه دی کړینه

دَ پیښور سفر په خیر شه

بیر ته ئې پرېښې دی په سیخ پئیلی زړونه

دَ گجو خان لښکرے راغلے

دَ غوریا خیلو په ملک اور اولگیدنه

دَ اباسین چپو نارے کړے

دَ گجو خان لښکرے بیا په هند ورزینه

اے خان گجو د قراه زویه

خیمه دِکړه ولاړه لویه

اُس په هر شان شیخ تپور ته ستا تله ئې بویه

او که نه وی دا خیمه به

داپیغور شی تر لر غویه

چه گجو خان بابا ژوندے وو

دَ پښتنو په حجروبل وو مثالونه

دَ گجو خان دا تورے شرنگ شو

دَ سکندر لښکرے دړے وړے شوینه

خانی دی ستاوی گجو خانه

نه دے بل خان شی نه دِ واخلی ماجبونه

(ا) یہ تمام جنگی اشعار 1550 میں یوسف زئی اور غوریا خیل کے درمیان لڑی جانے والی جنگ کے بارے میں ہیں

وروسته راشه لویه خانه

منګور ظالم دی افغانان حلالوینه

مغل چه نوم د ګجو واوری

نو دا باګرامه تر کابل تیښته کوینه

مغل دهلی کښې په ژړا شی

چه خان ګجو په اباسین وپوری شینه

اے خان ګجو دا قرا زویه

تا دَ مغل دَ غرور مات کړه‌سنګرونه

اے خان ګجو دَ قرا زویه

تا افغانان به تر قیامته یادوینه

سوری رتاس کښے وارخطا شو

چه خان ګجو په حسن ابدال اولیګیدنه

☆☆☆☆☆☆
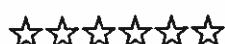
ایک درمندانہ اپیل

پختونوں خاص کر یوسف زئی قبیلہ کے باحثیت لوگوں سے اپیل ہے کہ گجو خان کے علاوہ پختونوں کی عظیم قائدین گمنامی کے اندھیروں میں پڑے ہیں۔ ان کی قبریں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں۔ اور کسی کو بھی ان عظیم ہستیوں کے بارے میں کچھ معلوم نہیں۔ ان میں نامور یوسف زئی قائد کالو خان۔ جنہوں نے ملندری کے مقام پر مغلوں کو تاریخ کی بدترین شکست دی تھی۔ اور بیربل سمیت 40 ہزار سے زائد مغل فوج ہلاک کی تھی۔ ان کی قبر صوابی روڈ پر کالو ڈھیری کے مقام پر موجود ہے۔ جبکہ یوسف زئی قائد بھاکو خان جو اورنگزیب اور شاہجہان سے اپنے ملک کی خاطر لڑتے رہے۔ آپ کی قبر خدو خیل کے علاقہ میں ہے۔ طوطالئی ڈاگئی میں اور روہیلکنڈ کے وزیراعظم اور سپہ سالار میر غازی خان جو پانی پت کے ہیروز میں سے ایک تھا کی قبر گمنامی کے گرد تلے پڑی ہے۔ جبکہ ملک سرابدال وزیراعظم گجو خان کی قبر شیر خانئی اور بارا خان کا قبر جھنڈے کے مقام پر گمنامی کے اندھیروں میں غرق ہے۔ جبکہ شیخ ملی اور ملک احمد خان جیسی ہستیوں کے قبریں بھی شکستہ حالت میں ہے۔ اور یادگار تعمیر کرنے کیلئے عملی اقدام کریں اور اپنی حیثیت کے مطابق ہمارے ساتھ ملکر حکومتی مدد کے بغیر ان لوگوں کے قبروں کو تعمیر کرنے اور ان کی یادگار تعمیر کرنے کیلئے عملی طور پر میدان میں آئیں۔

فرہاد علی خاور

یوسف زئی قبیلہ کے نامور شخصیات

(1)	ملک احمد خان	بادشاہ یوسف زئی
(2)	شیخ ملی بابا	وزیر اعظم
(3)	گجوخان	بادشاہ یوسف زئی
(4)	مصری خان	بادشاہ یوسف زئی
(5)	غازی خان	بادشاہ یوسف زئی
(6)	طالوخان	بادشاہ یوسف زئی (فاتح ملندری)
(7)	میروس بابا	مغلوں کے خلاف جنگ آزادی کا ہیرو
(8)	ہلاکوخان	بادشاہ یوسف زئی
(9)	فتح خان	انگریز کے خلاف جنگ آزادی کا ہیرو
(10)	مقرب خان	
(11)	میر غازی خان	(ہیرو پانی پت) وزیر اعظم روہیلکنڈ
(12)	حافظ رحمت خان	والئی روہیلکنڈ (فاتح پانی پت)
(13)	نجیب خان (نجیب الدولہ)	والئی نجیب آباد وزیر اعظم ہندوستان
(14)	نواب امیر خان	والئی ٹونک

(15) داؤد خان	بانی روہیلکنڈ
(16) جنرل بخت خان	1857 جنگ آزادی کا ہیرو
(17) ناصر خان	ہیرو امبیلہ
(18) حافظ فقیر خان	انگریز کے خلاف جنگ آزادی کا ہیرو
(19) عمرا خان (نپولین)	انگریز کے خلاف جنگ آزادی کا ہیرو

☆☆☆☆☆☆☆

اس کتاب کی تالیف و تدوین کے سلسلے میں درج ذیل کتب سے مدد لی گئی ھے۔

(1) شیر شاہ سوری (کالکا رنجن قانون گو)
(2) پٹہ خزانہ (ہوتک) محمد ہوتک
(3) تذکرہ (اخون درویزہ)
(4) تواریخ افاعنہ (خواجہ متیزئی)
(5) افغانستان (الفنسٹن)
(6) افغانستان (لین پول)
(7) دی پٹھان (اولف کیرو)
(8) تذکرہ (روشن خان)
(9) یوسف زئی قوم کی سرگزشت (روشن خان)
(10) تواریخ حافظ رحمت خانی (مؤلف پیر معظم خان)
(11) یوسف زئی افغان (اللہ بخش یوسفی)
(12) تنبیہ الغافلین (خیرت خان بن چھجو خان)

(13) تذکرہ (حلیم سوری)

(14) سعادت نامہ (سعادت خان

(15) منتخب التواریخ (عبدالقادر بدایونی)

(16) ہمایون (ڈاکٹر ایشوری پرشاد)

(17) تذکرہ (آنندرام)

☆☆☆☆☆☆☆

شجرہ گجوخان
حشی
یوسف
عمر
اکو
موسی
ملی
اوریا
منڈر
منعہ
رزڑ
حضر
محمود
عثمان
اتمان
کمال
امان
کنا
سدو
علی
اکا
زوجہ اول
زوجہ دوم
اباخیل
عمرخیل
بہزاد
میراحمد
حدو
الکی
ملک قراء
علی
ملک مزید
میرداد
گجوخان
مومبئ
جلو
گل

نقشہ

گجوخان کا یوسف زئی ریاست

1554ء

مشرق
شمال
جنوب
مغرب

تشکُّر
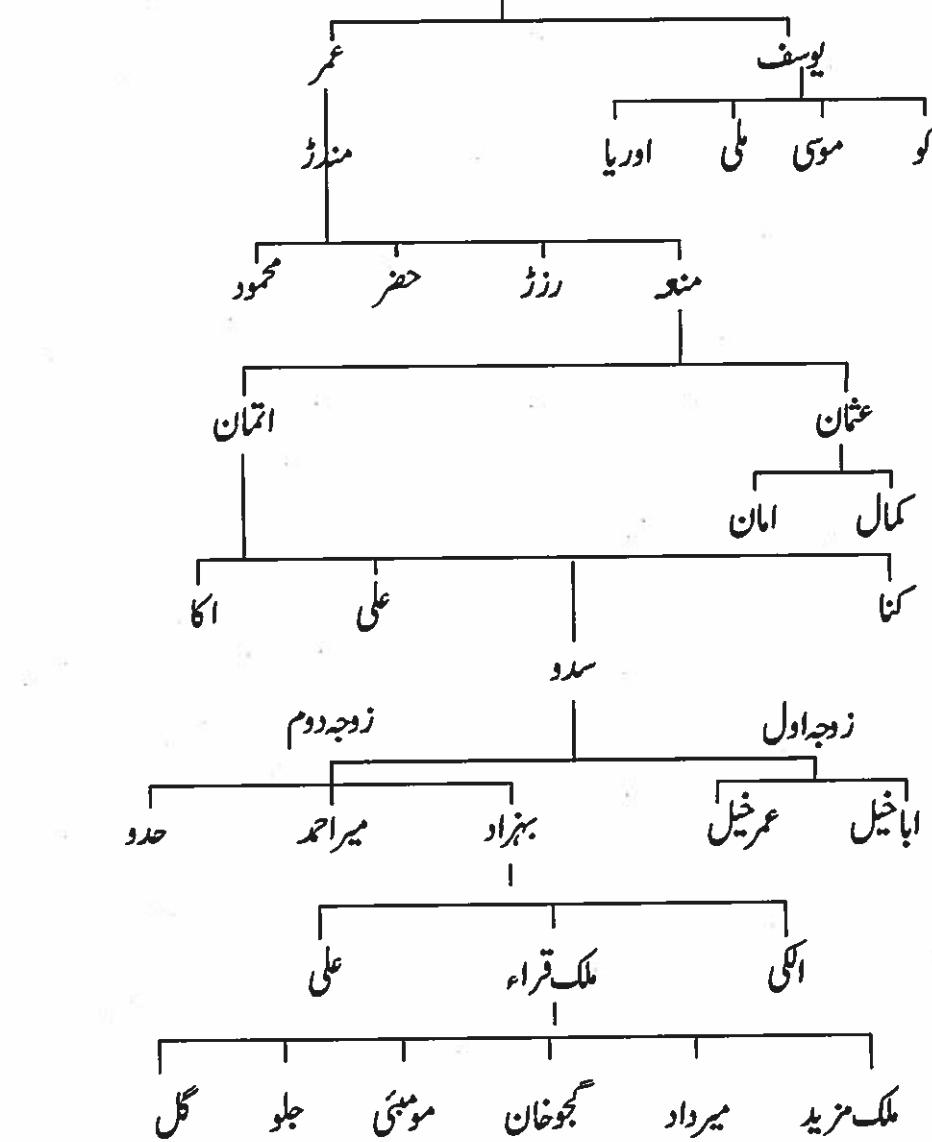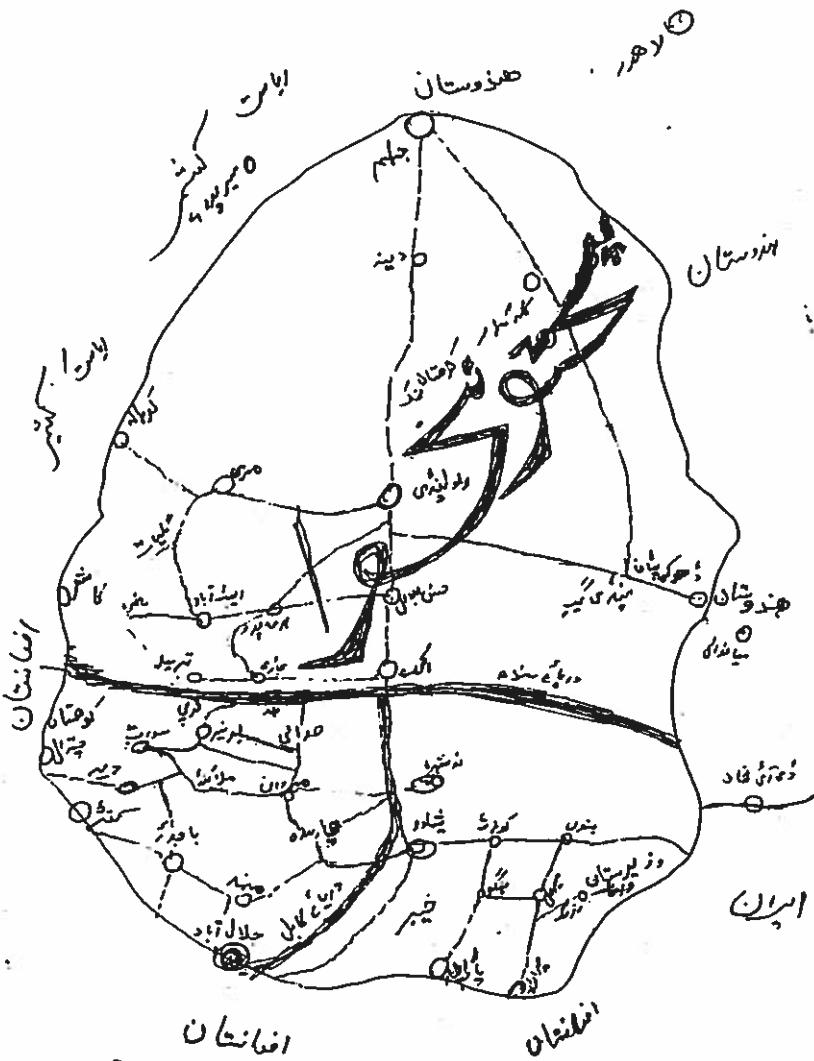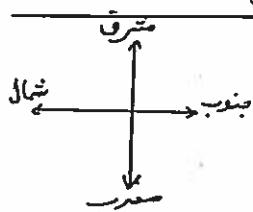
پروفیسر ڈاکٹر

محمد ہمایون ہما صاحب (تمغہ امتیاز)

اس کتاب کی تکمیل میں نہایت ہی مہربان استاد محترم نامور ادیب دانشور کالم نگار محقق ڈاکٹر پروفیسر **محمد ہمایون ہما** صاحب کے مشفقانہ تعاون کیلئے تہہ دل سے ممنون ہوں۔آپ نے نہ صرف اس کتاب کی نوک پلک سنوارنے میں مدد دی۔ بلکہ میری اُلٹی، سیدھی تحریر کو کتاب کی شکل دینے میں مدد فرمائی۔

☆☆☆☆☆

اس کتاب کے اشاعت کے سلسلے میں

اپنے نہایت ہی مہربانی اور سینئر صحافی

جناب مسرت خان عاصی صاحب

کے مشفقانہ تعاون کے لیے تہہ دل سے ممنون ہوں۔

فرہاد علی خاور

پیغام

یہ بات نہایت خوش ائند ہے کہ پختونخوا کے عظیم تاریخی شخصیت خان گجو کے متعلق اتنی بڑی کاوش کسی مشہور مورخ یا تاریخ دان کی محنت کا نتیجہ نہیں بلکہ ایک ایسے انسان کی فکر اور کوشش کا نتیجہ ہے جو مطالعہ اور مشاہدہ کے شوق کے ساتھ اپنے تہذیبی سرمائے سے صرف محبت ہی نہیں کرتا بلکہ چاہتا ہے کہ اپنے اس حاسل مطالعہ کو پورے ملک اور خاص کر پختونخوا کے ان کروڑوں لوگوں تک پہنچائے۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو ایک مرتب کی حیثیت سے ان کی یہ کاوش اور کوشش مبارک باد کے مستحق ہے اور وہ تمام لوگ جو ماہر کہلاتے ہیں عوام تک اپنے علم کو پہنچانے میں ناکام رہتے ہیں۔ ان کیلئے فرہاد علی خاور کا یہ کام قابل تقلید ہے۔

سید کمال شاہ

سابق وفاقی سیکرٹری داخلہ پاکستان

مصنف کے آنے والے تصانیف

(1) امبیلہ کنڈاؤ

(یوسف زئی خریت پسندوں کی لازوال جرأت بہادری اور شجاعت کی داستان گمنام ہیروز کی ایسی بہادری۔ جس کا دشمن نے بھی اعتراف کیا۔ اس لڑائی کا آنکھوں دیکھا حال انگریز مورخین کی زبانی)

(2) کالو خان

(اس گمنام ہیرو کی کہانی، جنہوں نے مغلوں کو تاریخ کی بدترین شکست سے دوچار کیا۔ بیربل سمیت 40 ہزار مغل فوج کو ملندری (مردان) کی پہاڑی میں ہلاک کئے مغلوں کی تاریخ نے انہیں زندہ رکھا اور اپنوں نے گمنامی کے اندھیروں میں غرق کیا۔ پختونوں کے اس عظیم قائد کالو خان کی زندگی کے نشیب وفراز اور جہد مسلسل کی کہانی)

(3) قدیم تاریخی مردان

(مردان کے سرزمین کی تین ہزار سالہ تاریخ، مختلف ادوار اور انقلاباتِ زمانہ کی لمحہ بلمحہ کی کہانی، اہل نظر کے سامنے رکھ دیا ہے۔ اس سرزمین پر کیسے کیسے لوگ آباد ہوئے۔ پھر فنا ہوئے عروج وزوال اور انقلابات زمانہ کی سبق آموز کہانی)

(4) پختون کارزمگاہ

(پانی پت کی سرزمین پر پختونوں کی عظیم لڑائیاں، اس خونی میدان پر یوسف زئی کے کارنامے اور شجاعت کی داستان)

(5) عمرا خان (نپولیئن)

(ایک بہادر یوسف زئی کی کہانی جس نے پختونخواہ کو انگریز کی غلامی سے آزاد کرنے کا خواب دیکھا۔ لیکن اپنے ہی قوم کے غداروں نے دشمن سے ملکر اُس کے خواب کو چکنا چور کردیئے۔ اس بہادر اور عقل مند سردار کی کہانی ان کے دشمنوں کی زبانی)

(6) یوسف زئی ہندوسندھ میں

(یوسف زئی قبیلہ کے عروج وزوال کی داستان جو دردناک بھی ہے اور سبق آموز بھی)

(7) وطن کے غدار

(یوسف زئی قبیلہ کے ان بے شرم ایمان فروش خوانین کی داستان۔ جنہوں نے چند ٹکوں کی خاطر اپنی قوم اور وطن کو دشمنوں کے ہاتھوں بھیج ڈالا۔ ان خوانین کی داستان جنہوں نے اورنگزیب سے رشوت لے کر قوم میں پھوٹ ڈالا۔ جس نے سکھ جرنیل ابوطبیلہ کے پاؤں میں بیٹھ کر قدم کے ناموس کو آگ لگادی۔ جس نے مٹر ڈین کے ہاتھوں اپنی قوم کی عزت نیلام کردی اپنی ماں کی دلالی کرنے والے ان غداروں کی کہانی)

☆☆☆☆☆☆☆

حرف آخر

گزارش ہے کہ خان الخوانین گجوخان کی تاریخ مرتب کرنے میں مجھے اور میرے دوستوں کو کئی کٹھن مراحل سے گزرنا پڑا۔ کیونکہ بدقسمتی سے خان کا تعلق ایک ایسے علاقہ اور قوم سے تھا جس کی پرانی دستاویزات دستیاب ہی نہیں بلکہ ناپید ہو چکی ہیں۔ اور صدیوں سے اس جانب کسی نے توجہ نہیں دی۔ تاہم اس کے باوجود میں نے اور میرے دوستوں نے خان کے بارے میں کم ہی سہی لیکن مصدقہ معلومات حاصل کر کے آپ کی نذر کیا۔ ہم نے خان کے بارے میں روایتوں یا قصے کہانیوں کو کتاب میں شامل نہیں کیئے۔ بلکہ ہم نے نامور اور غیر جانبدار مورخین اور محققین کی کتابوں سے خان کے بارے میں اقتباسات حاصل کیئے۔

کابل لائبریری کے ڈاکٹر مسعود بارک زئی نے نہ صرف افغانستان بلکہ ہندوستان کے کئی لائبریریوں سے نایاب کتابوں کو تلاش کر کے ان میں خان کے بارے میں اقتباسات کو فارسی اور ہندی سے پشتوں میں ترجمہ کر کے ہمیں فراہم کیئے۔ جبکہ بونیر خدوخیل سے ہمیں کافی مواد ملا۔ افغان ریسرچ سنٹر، یونیورسٹی بک پشاور اور پشاور لائبیری سے بھی مواد حاصل کیا۔ ہم نے صرف اس عمارت کی بنیاد رکھی اب تاریخ کی طالب علموں کا فرض ہے کہ مزید تحقیق کر کے ان بنیادوں پر عمارت تعمیر کریں۔

فرہاد علی خاور

گجوخان کی شکستہ حال قبر بمقام گجوانوں ڈھیری ضلع صوابی

گجو خان کے والد محترم ملک قراء خان کے شکستہ حال قبر بمقام تھانہ ملاکنڈ ایجنسی
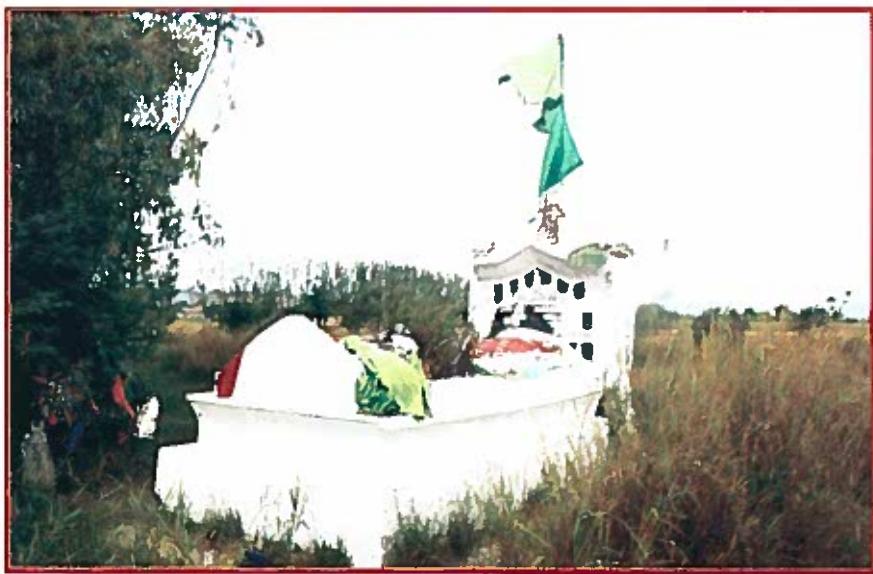
خان گجو کے دست راست نامور سردار ملک بارا خان کی شکستہ حال قبر جو اب بارہ خو بابا کے نام سے
مشہور ہے اور کسی کو معلوم نہیں کہ اس شکستہ قبر میں کتنی بڑی ہستی آسودہ خاک ہے۔

کلپانی ہزاروں سالہ قدیم بستی جہاں گجوخان نے 1550ء اور 1553ء کو پشاور پر حملے کیلئے جنگی اجتماعات کیئے۔
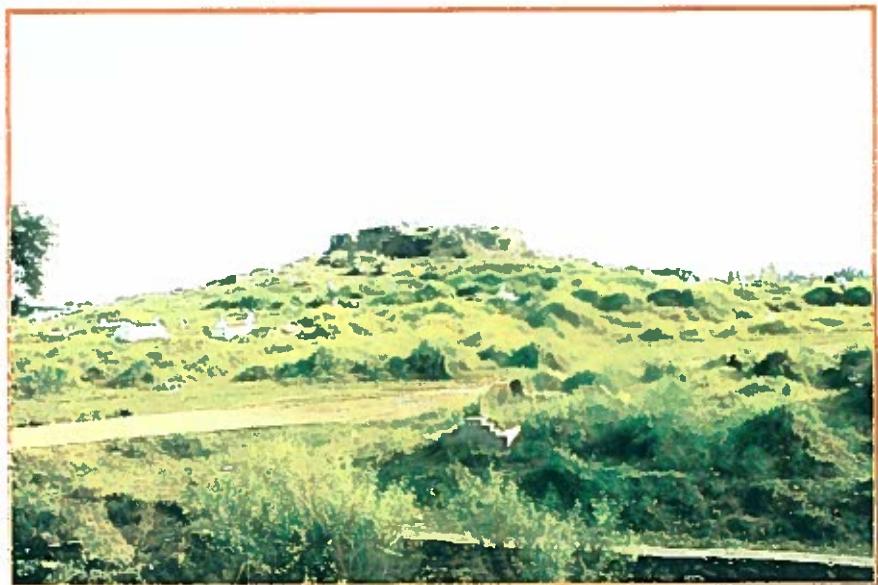
وہ تاریخی مقام ایتم جہاں 1515ء کو دڑاک اور خان گجو کے درمیان جنگ کا ٹلنگ کے دوران خونریز تصادم ہوا۔

تاریخی گدڑ چشمہ وہ مقام جہاں 1515ء دلزاک کی لشکر نے جنگ کاٹلنگ کے دوران آخری بار مزاحمت کی۔
لیکن گجوخان کے سامنے ریت کی ڈھیر ثابت ہوئے۔

مقام نالہ کی وہ تاریخی گھاٹ جہاں دلزاک نے یوسف زئی کے خلاف جنگ کاٹلنگ کیلئے فوجی اجتماع کیا گیا تھا۔

شیر شاہ سوری

پشاور گور گٹھڑی کی وہ تاریخی مقام جہاں 1550ء کو خان گجو نے غوریا خیل کو فیصلہ کن شکست دینے کے بعد خیمہ نصب کیا تھا۔
اور جراحوں نے آپ کے سر سے تیر نکال دیا تھا۔

منارہ گھاٹ کا وہ تاریخی راستہ جہاں 1515ء میں گجو خان نے دلزاک کے قائد ملک بھائی خان کو اہل وعیال سمیت گھیر لیا تھا۔

دریائے سندھ کا وہ تاریخی گھاٹ جہاں سے دلزاک سردار بھائی خان نے خان گجو کے ہاتھوں
شکست کھانے کے بعد اہل وعیال سمیت دریائے سندھ عبور کیا۔
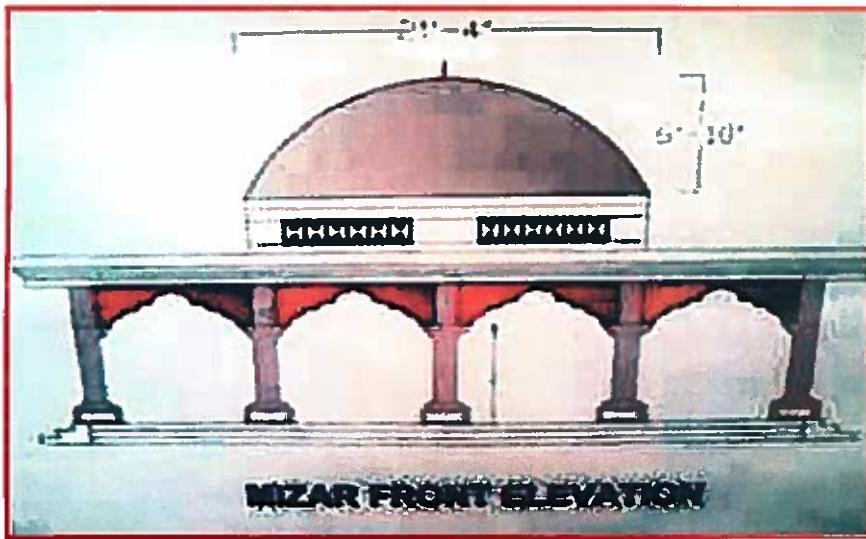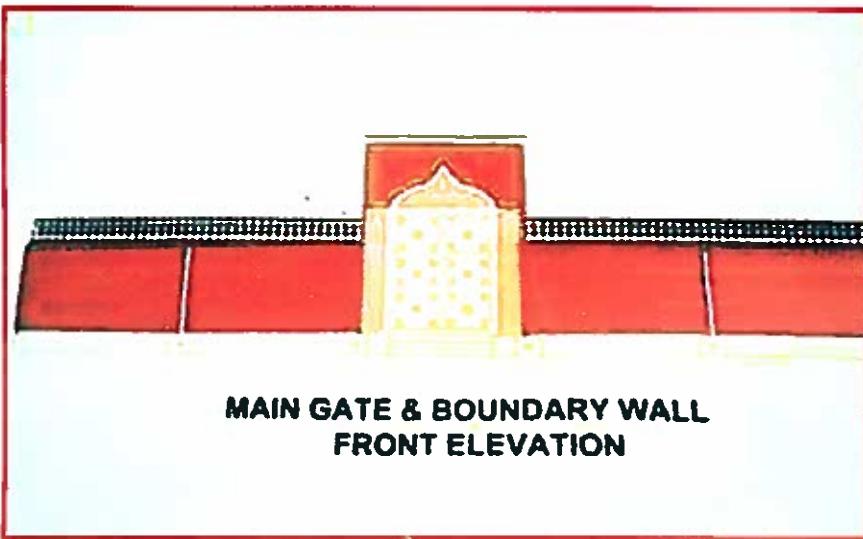
گجوخان کے زیرِ تعمیر مقبرے اور مسجد کا اسکیچ

دریائے کابل کے کنارے وہ تاریخی مقام جہاں 1550ء جنگِ شیخ تپور کے دوران
محمدزئی نے جنگ سے بھاگنے والے ہمندوں کو گھیر کر انکا قتل عام کیا تھا۔

دریائے کابل کے کنارے تاریخی مقام ڈب جہاں سے 1550ء کو پشاور پر حملہ کرنے کیلئے خان گجو نے دریائے کابل عبور کیا تھا۔
یہ گھاٹ اس لیے مشہور ہے کہ یہاں غوریاہ خیل نے حملہ آور دشمن کو رضاکارانہ طور پر خود پر حملہ کرنے کیلئے دریا عبور کرنے دیا۔

دریائے کابل کے کنارے وہ تاریخی مقام جہاں 1550ء جنگ شیخ تپور کے دوران
محمد زئی نے جنگ سے بھاگنے والے مہمندوں کو گھیر کر انکا قتل عام کیا تھا۔

دریائے کابل کے کنارے تاریخی مقام ڈب جہاں سے 1550ء کو پشاور پر حملہ کرنے کیلئے خان گجو نے دریائے کابل عبور کیا تھا۔
یہ گھاٹ اس لیے مشہور ہے کہ یہاں غوریاہ خیل نے حملہ آور دشمن کو رضا کارانہ طور پر خود پر حملہ کرنے کیلئے دریا عبور کرنے دیا۔

MARDAN FORT

"... *the little star-shaped fort that Hodson built in the years before the Great Mutiny.*"

This is the fort that Hodson of Hodson's Horse built at Mardan in 1853-54, and except for the fact that the Guides, whose home was here for close on a hundred years, planted many trees in their cantonment so that nowadays the fort is surrounded by them, it is very much the same today as it was then.

"*Picture to yourself an immense plain, flat as a billiard table but not as green, with here and there a dotting of camel-thorn about eighteen inches high by way of vegetation. This, as far as the eye can see on th west and south of us, but on the north the everlasting snows of the mighty Himalayas above the lower range which is close to our camp.*"

"*Three weeks later Ash was in Bombay ... en route to the land of his fathers*".
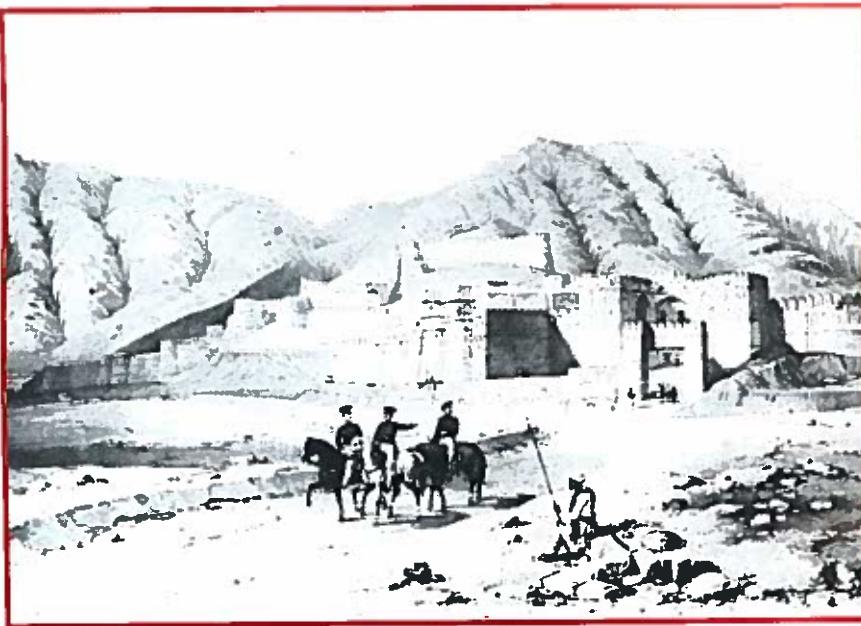
تاریخی قلعہ بالا حصار جہاں 1553ء کو خان گجو نے مغل ہمایون کے جنرل سکندر راز بک کا محاصرہ کیا تھا۔

اور سکندر راز بک نے ہتھیار ڈال کر تاوانِ جنگ ادا کیا تھا۔

ON THE INDUS

"A dundhi, a flat bottomed boat normally used for carrying cargo . . . had taken them up the Indus, initially under sail, and later, if the wind failed, by means of a tow rope. Teams of coolies had pulled the clumsy craft from village to village, a fresh team taking over each evening while the previous one turned homeward. [Their] tiny ramshackle cabin with its . . . matting walls might be exceedingly hot and far from comfortable . . . but the women's quarters in the Rung Mahal had been far hotter, while here the matting could be rolled up at will – and there outside lay the river and its white sandbanks."

The dundhis still ply their trade on the Indus, and as you see, the matting walls of their make-shift cabins can still be let down or rolled up at will. This photograph was taken in the nineteen-thirties by my mother, during a trip on the Indus, and this is the boat she travelled in. It too was either towed by teams of coolies when moving up-stream, or taken down by the current, guided by that huge wooden rudder. It was while on this trip that she painted *The River at Evening* reproduced earlier – the rocks and the river, the footsteps in the sand, and the sun setting behind the border hills.

THE BRIDGE OF BOATS, ATTOCK

"Ash left his horse to be stabled and walked on down through the sleeping town, past the walls of the Emperor Akbar's great stone fort that had guarded the ferry for close on two centuries. The descendants of the first ferry-men still plied the trade of their forefathers, but they would soon be gone, for the English had constructed a bridge of boats, over the Indus and nowadays nine tenths of the traffic crossed by it."

The last time I crossed the Indus by the stone and iron bridge that replaced this one, was in December 1963 and I was on my way back from Mardan. I had gone there – and to Peshawer, Kohat and the Khyber – to research for *The Pavilions* and to get the feel of the Frontier again. Attock looked just the same as I remember it in the days of the Raj – and as it must have looked when Ash saw it. And I thought of all the Guides who have passed through it on their way to and from Mardan during the years since the Corps raised by Harry Lumsden moved into the fort that Hodson built for them on the plain of Yusafzai. The Corps of Guides still flourishes, but their headquarters are no longer at Mardan.

چہ گجوخان د قوم بادشاہ وو   د پښتنو به خپرو بل وو مشالونه

پختونخوا کے عظیم حکمران

خان الخوانین

گجوخان

یوسف زئی تاریخ کا روشن ستارہ

محقق اور مؤلف

فرہاد علی خاور